فہرست مضامین

مجلس مشاورت سنہ ۱۹۲۷ء کی روئداد .. .. صفحہ ۱
لارڈ کانہ کا ہندو مسلم فساد .. ..
مسلم حقوق کی محافظ انجمنوں کی ضرورت .. .. } صفحہ ۳
اندور سے ڈاکٹر کچلو صاحب کا اخراج .. .. صفحہ ۴
پنجاب نیشنل یونینسٹ پارٹی .. .. ״
کھڑک بہادر سنگھ کی معافی .. .. ״
مرد و عورت کے حقوق فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ صفحہ ۵
سوامی شردھانند جی کی نسبت حضرت مسیح موعود کا اشتہار ... صفحہ ۶
لنڈن آنے والوں کے لئے غور طلب باتیں .. .. .. ״
بلاد غربیہ میں طریق تبلیغ اور جناب مولوی محمد علی صاحب کی تحریر دینے کچھ صفحہ ۷
کابل کے احمدی ملا میرد خان صاحب .. .. صفحہ ۸
خالصہ دھرم کے گوردوں کی تاریخ .. .. ״
شذرات .. .. صفحہ ۹
اشتہارات .. .. صفحہ ۱۰

مجلس مشاورت سنہ ۱۹۲۷ء کی روئداد

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی منظور فرمودہ تجاویز

دوسرے دن ۱۶ اپریل احمدیہ کانفرنس ہائی سکول کے ہال میں تین بجے بعد دوپہر منعقد ہوئی۔ کیونکہ اس دن کا پہلا وقت مختلف سب کمیٹیوں نے تجاویز پر غور کرنے میں صرف کیا۔ ظہر و عصر کی نماز حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ نے مسجد نور میں پڑھائی۔ اور اس کے بعد اجلاس شروع ہوا۔ پہلے دعا کی گئی۔ پھر حافظ صوفی غلام محمد صاحب بی اے نے تلاوت قرآن کریم کی اور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ نے سب کمیٹیوں کو اپنی رپورٹیں پیش کرنے کی اجازت فرماتے ہوئے چودھری ظفر اللہ خان صاحب کو مقرر کیا۔ کہ تقریر کرنے والوں کو باری باری بولنے کا موقعہ دیں سب سے پہلے

سب کمیٹی نظارت اعلیٰ کی رپورٹ

جناب ذوالفقار علی خان صاحب ناظر اعلیٰ نے پیش کی حسب ضرورت کانفرنس کے ایام بڑھانے۔ مجلس مشاورت کے نمائندگان کے لئے کوئی امتیازی نشان مقرر کرنے کی تجاویز کو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے مختلف نمائندگان کی آراء سننے کے بعد منظور فرمایا۔ اور نشان کی تعیین کے متعلق بعد میں احباب کے تجاویز بھیجنے پر فیصلہ کرنے کا ارشاد فرمایا۔

اسکے بعد وہ تجویز پیش ہوئی۔ جو ایجنڈا میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے درج تھی۔ اور چونکہ سنہ ۱۹۲۴ء کی مجلس مشاورت میں حضور فیصلہ فرما چکے تھے۔ کہ

خلیفہ کے اخراجات

کے متعلق جس مجلس میں سوال پیش ہو۔ اس میں خلیفہ موجود نہ ہو۔ اور یہ بھی کہ جو رقم منظور ہو جائے۔ اس میں پھر مجلس کو کمی کرنے کا اختیار نہ ہوگا۔ اس لئے ایجنڈا میں کمی کا جو لفظ درج تھا اسے منسوخ کرنے کا اعلان فرمایا۔ نیز یہ کہکر حضرت نواب صاحب کے باغ میں تشریف لے گئے۔ کہ جب اس تجویز کے متعلق فیصلہ ہو جائے۔ تو مجھے اطلاع کر دینا۔ چوہدری ظفر اللہ خان صاحب اس کے متعلق رائیں لینے کا انتظام کرینگے۔

حضور کے تشریف لے جانے کے بعد ناظر اعلیٰ صاحب نے تجویز پیش کی۔ اور جناب چوہدری صاحب نے اس تجویز کی تشریح فرمائی۔ اور سب کمیٹی نے اس کے متعلق جس رنگ میں غور کیا۔ وہ بیان کیا۔ پھر نمائندگان سے اظہار رائے کے لئے کہا گیا۔ اور بہت سے اصحاب نے اپنے اپنے رنگ میں تقریریں کیں۔ آخر جب سب کمیٹی کی تجویز کہ خلیفہ کے اخراجات کے لئے پانسو روپیہ ماہوار اور سفر خرچ کے لئے ۔۔۔ ۱۵ سالانہ کی رقوم بجٹ بنائی جائیں اور اسپر رائیں طلب کی گئیں۔ تو تمام کے تمام نمائندوں نے متفقہ طور پر اس کی تائید کی۔ اور جناب چوہدری صاحب نے اعلان کیا۔ کہ کسی کو اس تجویز سے اختلاف نہیں ہے۔ اور مجلس مشاورت

متفقہ طور پر

اسے پاس کرتی ہے۔

اسکے بعد یہ بات پیش ہوئی۔ کہ کتنے عرصہ کے بعد اخراجات پر غور ہونا چاہیئے سب کمیٹی نے پانچ سال قرار دئے تھے۔ مجلس نے بھی کثرت رائے سے یہی پاس کیا۔

سوا تین گھنٹے اس کام پر صرف ہوئے۔ اور پھر حضرت خلیفۃ المسیح مجلس میں تشریف لے آئے۔ حضور کے سامنے جب مجلس کا فیصلہ پیش کیا گیا۔ اور یہ بھی عرض کیا گیا۔ کہ بعض اصحاب نے اس رنگ میں تقریریں کی ہیں کہ خلیفہ کے اخراجات کا مجلس کی طرف سے مقرر کرنا یہ خلیفہ کی ہتک ہے۔ مجلس کو یہ اختیار نہیں ہونا چاہیئے۔ تو حضور نے ایک مختصر سی تقریر فرمائی۔ جس میں فرمایا۔ میری رائے یہی ہے۔ کہ اس امر کے متعلق

فیصلہ جماعت کا ہونا چاہیئے

صحابہ کے زمانہ میں یہی طریق رہا۔ اور کوئی وجہ نہیں کہ ہم اسے تبدیل کریں پس اس بارے میں مجلس کا حق مشورہ کا نہیں۔ بلکہ فیصلہ کا ہے۔ اور اس میں خلیفہ کی کوئی ہتک نہیں۔

حضور نے یہ بھی ارشاد فرمایا۔ کہ میں ان رقوم کو اپنی ذات کے متعلق انشاء اللہ نہیں لونگا۔ البتہ اگر ضرورت پڑی تو بطور قرض کچھ لوں گا۔

اسکے بعد حضور نے

سب کمیٹی تعلیم و تربیت کی رپورٹ

پیش کرنے کا ارشاد فرمایا۔ اور حضرت میاں بشیر احمد صاحب ناظر تعلیم و تربیت نے بحیثیت سیکرٹری سب کمیٹی رپورٹ پیش کی۔ لیکن پہلی تجویز کے متعلق ضمناً لڑکیوں کی شادی کا مسئلہ تھا۔ اس لئے بحث اس رنگ میں شروع ہو گئی کہ

غیر احمدی لڑکیوں سے احمدی لڑکوں کی شادی

کرنے یا نہ کرنے کا سوال زیر بحث آگیا۔ مگر یہ سوال امور عامہ کی طرف سے بھی پیش تھا۔ اس لئے اس بحث کو جاری رکھتے ہوئے اس صیغہ کی طرف منتقل کر دیا گیا۔ آخر بہت دیر اظہار رائے کا موقعہ دینے کے بعد رائیں لی گئیں تو ۱۸۲ آراء اس تجویز کی تائید میں تھیں کہ جب تک رشتہ ناطہ کی موجودہ دقتیں ہیں۔ اس وقت تک قاعدہ یہی رکھا جائے کہ غیر احمدی لڑکیاں احمدی نہ لیں۔ لیکن اگر کسی کے ایسے حالات ہوں کہ اس کے لئے غیر احمدی لڑکی سے شادی کرنا ضروری ہو۔ تو وہ اپنے حالات پیش کر کے مرکزی دفتر سے اجازت لے۔ اور اگر دفتر دیکھے کہ اس کے غیر احمدی لڑکی سے شادی کرنے میں جماعت کا نقصان نہیں۔ اور شادی کرنیوالا خاندان کے بڑے فتنہ و فساد سے بچتا ہے تو وہ اجازت دیدے۔

حضرت خلیفۃ المسیح نے اظہار خوشی کرتے ہوئے اس تجویز کو منظور فرمایا

اولاد کا گارڈین

اسکے بعد سب کمیٹی تعلیم و تربیت کی یہ تجویز آراء لینے کے بعد حضور نے منظور فرمائی۔ کہ وہ احمدی جنہیں اپنے مرنے کے بعد اپنی اولاد کے دوسروں کے ہاتھوں میں پڑکر ضائع ہو جانے کا خطرہ ہو۔ وہ کسی معزز احمدی کو اس کا گارڈین مقرر کر دیا کریں۔

ڈاڑھی رکھنا

پھر تجویز ڈاڑھی نہ رکھنے والوں کی تعزیر کے متعلق تھی۔ سب کمیٹی نے ایسے احمدیوں کے لئے جو بالکل ڈاڑھی نہ رکھیں۔ یہ قرار دیا تھا کہ (۱) حق وصیت سے محروم کیا جائے۔ (۲) مجلس مشاورت کے لئے نمائندہ نہ منتخب کیا جائے (۳) مقامی اور مرکزی عہدے نہ دئے جائیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح نے جب دوسری اور تیسری سزا کے متعلق رائیں طلب فرمائیں۔ تو کثرت ان کے حق میں ہوئی۔ لیکن پہلی سزا کے متعلق ۸۲ موافق اور ۹۵ مخالف رائیں تھیں۔ اسپر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

مجلس شوریٰ کی کثرت رائے یہ ہے۔ کہ دو سزائیں تو دی جائیں مگر وصیت کا حق ملنا چاہیئے۔ ان دو سے مجھے بھی اتفاق ہے۔ اور تیسری کو فی الحال پیچھے ڈال دیتا ہوں۔ جو دو سزائیں منظور کی جاتی ہیں۔ وہ بھی آج ۱۶ اپریل ۱۹۲۷ء سے لیکر اگلے سال کی ۱۵ اپریل کے بعد ان پر عمل کیا جائے۔ بشرطیکہ ہمارے صیغہ تعلیم و تربیت نے دلائل سے سمجھا کر ایسے لوگوں کو قائل کرنے کی کوشش کر لی ہو۔ پھر فرمایا۔ احمدیہ گزٹ میں اس اعلان کی اشاعت کی تاریخ سے ایک سال کا عرصہ سمجھا جائے۔

طلباء کا بقایا وصول نہ ہونا

بورڈنگ مدرسہ احمدیہ دینیات اور احمدیہ ہوسٹل میں لڑکوں کا بقایا ہو جانے اور اس کے وصول نہ ہونے کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح نے ایک تو یہ فیصلہ فرمایا۔ کہ جس مہینہ کا خرچ چل رہا ہو۔ اس کے علاوہ ایک ماہ کا خرچ پیشگی لیا جائے۔ ہاں ناظر صاحب جس لڑکے کے متعلق سمجھیں۔ کہ اس کے والدین غریب ہیں اتنا خرچ نہیں دے سکتے۔ ایسے لڑکو کو یہ رعایت دی جائے۔ کہ ان سے بجائے ایک ماہ کے دس بارہ دن کا خرچ زائد لے لیا جائے۔ ان ایام میں ان کے والدین کو اطلاع دی جائے۔ اگر خرچ آگیا تو لڑکے کو رکھ لیا۔ ورنہ واپس بھیجدیا۔

دوسرے جن کے ذمہ بقایا ہے۔ اور وہ ادا نہیں کرتے۔ ان کے کیس محکمہ قضا میں جائیں۔ نہ کہ دوسری عدالتوں میں۔ جب ہم نے خود محکمہ قضا قائم کیا ہے۔ تو ہمیں اس کا احترام کرنا چاہیئے۔

تعلیم عام کس طرح کی جائے

جماعت میں پرائمری تک تعلیم عام کرنے کے متعلق حضور نے جب رائیں طلب فرمائیں۔ تو کثرت آراء اس امر کی تائید میں تھیں کہ گورنمنٹ کے سکولوں سے فائدہ اٹھایا جائے۔ اور جہاں سکول نہ ہوں وہاں کوشش کر کے گورنمنٹ سے سکول جاری کرانے چاہئیں۔ خود سکول نہ کھولے جائیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے اسے منظور فرمایا۔

قادیان میں جبری تعلیم کا اجراء

یہ تجویز بھی حضور نے منظور فرمائی جس کی تائید میں کثرت آراء تھی۔ کہ قادیان میں جبری تعلیم کا تجربہ کیا جائے۔

وظائف کی تقسیم

وظائف کی تقسیم کے متعلق سب کمیٹی کی یہ تجویز تھی۔ قادیان ۲۰ فیصدی۔ باقی پنجاب ۴۰ فیصدی۔ صوبہ سرحد و افغانستان ۱۲ فی صدی۔ صوبہ بنگال آسام ۳ فی صدی۔ باقی ہند ۱۰ فی صدی۔ بیرون ہند ۵ فی صدی۔ ریزرو ۱۰ فیصدی یہ نسبت آہستہ آہستہ عمل میں آئے گی۔ تاکہ فوری تغیر سے کوئی نقصان دہ نتیجہ پیدا نہ ہو۔ اور یہ بھی فیصلہ ہوا کہ حتی الوسع وظائف مقامی جماعت کے عہدیداروں کے مشورہ کے بعد مقرر کئے جایا کریں۔

کثرت آراء اس کے حق میں تھی۔ حضور نے منظور فرمایا۔

اسی سلسلہ میں حضور نے کثرت آراء معلوم کرنے کے بعد یہ بھی فیصلہ فرمایا۔ کہ ایسے لڑکے جو وظیفہ کی منظوری حاصل کرنے سے قبل قادیان آجائیں۔ انہیں واپس کر دیا جائے۔

مدرسہ ہائی میں دینیات کی تعلیم

ہائی سکول قادیان میں دینیات کے مضمون کے متعلق حضور نے مجلس کے اتفاق رائے ظاہر کرنے کے بعد ذیل کی تجاویز منظور فرمائیں:-

(۱) تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان میں مسلمان بچوں کے لئے دینیات کے مضمون کو ایسا ہی لازمی سمجھا جائے۔ جیسا کہ دیگر لازمی مضامین ہیں۔ اور اس میں فیل ہونے والے کے ساتھ ایسا ہی معاملہ کیا جائے۔ جو کسی دیگر لازمی مضمون میں فیل ہونے والے کے ساتھ کیا جاتا ہے۔

(بقیہ دیکھو صفحہ ۱۱)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

یوم جمعہ - قادیان دارالامان - ۲۲ اپریل ۱۹۲۷ء

لاڑکانہ کا ہندو مسلم فساد

مسلم حقوق کی محافظ انجمنوں کی ضرورت

سنگھٹن اور شدھی کو جس بدترین طریقہ پر چلایا جا رہا ہے۔ یہ اسی کا نتیجہ ہے۔ کہ ابھی پونا بلیا کا جان کاہ حادثہ جس میں کئی مسلمان گولیوں کا نشانہ بنے۔ اور متعدد گرفتار ہوئے۔ بھولا نہ تھا۔ اور ابھی اندور میں مسلمانوں پر جو مصائب نازل ہوئے ہیں۔ ان کا سلسلہ ختم نہ ہوا تھا۔ کہ علاقہ سندھ کے شہر لاڑکانہ میں نیا قضیہ دنما ہو گیا۔ جہاں ایک سو کے قریب مسلمان گرفتار ہو چکے ہیں اور ابھی اور کے گرفتار ہونے کا خطرہ ہے ؎

ان سب فسادات کی بنا وہ بدترین اور اشتعال انگیز طریق عمل ہے۔ جو شدھی اور سنگھٹن کے شیدائیوں نے اختیار کر رکھا ہے۔ لاڑکانہ میں جو تازہ فساد ہوا۔ اور جس کی تمام و کمال ذمہ داری ایسوسی ایٹڈ پریس کے پیغام رساں نے مسلمانوں پر ڈال دی ہے۔ اس کی بنا ہندوؤں کی یہ چیرہ دستی تھی۔ کہ ایک عورت جو آج سے پندرہ بیس سال قبل اپنے دو لڑکوں اور ایک لڑکی کے ساتھ مسلمان ہوئی۔ اور ایک ہندو عورت نے اسکی شادی ایک مسلمان سے کرادی تھی۔ جس سے اس کے تین لڑکے پیدا ہوئے۔ جو اب ۱۴-۱۱- اور ۹ سال کی عمر کے ہیں۔ اور اس نے اپنے بڑے لڑکے کی جو پہلے شوہر سے تھا۔ اپنے نئے شوہر کی بھتیجی سے شادی کرادی تھی۔ اور اپنی پہلے خاوند سے لڑکی کی شادی اسی خاندان میں کر دی تھی۔ اسے مع مسلمان بچوں اور لڑکی کے ہندوؤں نے اپنے قبضہ میں کر لیا ؎

جن حالات میں اس عورت نے ایک عرصہ گذارا۔ ان سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ وہ اپنے گھر میں ہر طرح مطمئن تھی۔ کہ ہندو سبھا کے کارکنوں نے اسے ورغلانا شروع کیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ اس عورت کو مع اس کے مسلمان خاوند کے تینوں بچوں اور خاوند کی بھتیجی کے گاؤں سے لاڑکانہ شہر میں لے جایا گیا۔ اور جس مکان میں رکھا گیا۔ وہاں مسلمان لڑکوں کے باپ اور مسلمان لڑکی کے چچا کو داخل ہونے تک کا موقعہ نہ دیا گیا ؎

گویا ایک عورت سالہا سال مسلمان رہنے کے بعد نہ صرف خود مرتد ہوتی ہے۔ بلکہ تین مسلمان لڑکوں اور ایک مسلمان لڑکی کو ہندو سبھا کے صدر کی اعانت سے اپنے مسلمان شوہر کے گھر سے بھگا کر لاڑکانہ ہندوؤں کی حفاظت میں ایک ایسے مکان میں لے آتی ہے۔ جس سے اس کے مسلمان شوہر کو نکال دیا جاتا ہے۔ اور جب مسلمان استغاثہ دائر کرتے ہیں۔ تو سب ڈویژنل مجسٹریٹ صاحب اس لئے خارج کر دیتے ہیں کہ مسلمانوں کو عدالت دیوانی میں نالش کرنی چاہیئے۔ اور سب لڑکے باپ سے اور لڑکی چچا سے چھڑا کر ہندوؤں کے سپرد کر دئے جاتے ہیں۔ حالانکہ اس وقت وہ اس طرح چھڑا دئے جانے پر زار و قطار روتے اور ہندوؤں کی طرف زبردستی دھکیلے جانے پر کمرہ عدالت کی میزوں اور کرسیوں کو پکڑتے اور چمٹتے ہیں۔ اور قرآن کریم کی آیتیں پڑھ پڑھ کر اپنے اسلام کا اظہار کرتے ہیں ؎

یہی حالات مسلمانوں کی دل شکنی اور مبتلائے حزن و ملال ہونے کے لئے کافی تھے۔ جن میں ہندوؤں نے اپنی چالاکی اور قانونی ہتکنڈوں سے ان کے لئے بہت کچھ اشتعال کا سامان بہم پہنچا دیا تھا۔ لیکن آگ کو اور زیادہ بھڑکانے کے لئے سر بازار ایک ہندو دکاندار نے مسلمانوں سے چھیڑ چھاڑ شروع کر دی۔ اور ادھر یہ افواہ مشہور ہو گئی۔ کہ ہندوؤں نے ایک سید کو قتل کر دیا ہے۔ اس پر مسلمانوں کا وہ مجمع جو مسلمان بچوں کے متعلق ہندو مسلمانوں کی ایک پرائیویٹ مجلس کے فیصلہ کا انتظار کر رہا تھا۔ آپے سے باہر ہو گیا اور لڑائی فساد شروع ہو گیا۔ جو بیس منٹ تک رہا ؎

ان امور سے ظاہر ہے۔ کہ فساد کا سارا سامان ہندوؤں نے پیدا کیا۔ اور ہر رنگ میں مسلمانوں کو اشتعال دلایا۔ تاکہ قانونی لحاظ سے سبق سکھانے کا موقع ہندوؤں کے ہاتھ آجائے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ مسلمان اپنے بے جا جوش اور پراگندہ حالت کی وجہ سے اس اڑنگے پر چڑھ گئے۔ جس پر ہندو انہیں چڑھانا چاہتے تھے۔ اور اب حالت یہ ہے کہ مسلمانوں کو خود مصیبت میں گرفتار ہو جانے کی وجہ سے چونکہ اپنی فکر پڑ گئی ہے۔ اس لئے ایک طرف تو مسلمان خاندان کے خاندان پر ہندوؤں کو اور زیادہ مضبوطی اور چالاکی سے قبضہ جمانے کا موقعہ مل گیا۔ اور دوسری طرف قانونی جوڑ توڑ کے ذریعہ مسلمانوں کو مرعوب اور مبتلائے مصائب کرنے کا ڈھنگ ہاتھ آگیا۔ اب مسلمانوں کی کثیر تعداد ماخوذ ہو کر ایک خاص عدالت میں پیش ہو رہی ہے۔ ان کے لواحقین مارے مارے پھر رہے ہیں۔ سارے علاقے میں کہرام مچا ہوا ہے۔ اور ہندو جو فساد سے قبل مصالحت کے لئے تیار تھے۔ اب خاص شان کے ساتھ دندنا رہے ہیں۔ انہوں نے مسلمان بچے اور مسلمان عورت مسلمان وارثوں کو واپس دینے سے قطعاً انکار کر دیا ہے۔ گویا مسلمان دوگونہ مصیبت میں گرفتار ہو چکے ہیں۔ اب وہ اپنی جانوں کو مصیبت کے بھنور سے نکالنے کی فکر کریں۔ یا مسلمان بچوں اور لڑکی کو ہندوؤں کے قبضہ سے چھڑانے کی سعی کریں ؎

مسلمانوں کی یہ دردانگیز حالت علاقہ سندھ میں ہی نہیں بلکہ جہاں جہاں بھی ہندو مسلم فسادات ہوئے۔ ایسا ہی ہو رہا ہے۔ ابھی چند دن کی بات ہے۔ ہماری جماعت کے صیغہ امور خارجیہ کو ایک نہایت دردناک واقعہ کی اطلاع ملی۔ جو ضلع کانگڑہ کے متعلق تھی وہاں سے ایک صاحب نے لکھا:۔

عرصہ سات سال سے ایک عورت بمعہ تین لڑکے اور دو لڑکیوں کے مشرف بہ اسلام ہوئی۔ اور اسلام لانے کے بعد ایک مسلمان سے اس نے نکاح کر لیا۔ اور اس کے گھر آباد رہی۔ دو سال کا عرصہ گذرا۔ کہ اس نے اپنی ایک لڑکی کا نکاح ایک مسلمان سے کر دیا۔ اور دو سال گذرنے کے بعد دوسری لڑکی کی شادی ایک عرائض نویس کے گھر کر دی۔ اس نکاح کے آٹھ ماہ بعد ایک آریہ ہرم لہ سے وارنٹ لیکر پہنچا۔ اور لڑکی کو زیر حراست پولیس ہرم ساتھ لے جایا گیا۔ اب اس لڑکی کا واپس ملنا ناممکن ہو گیا ہے

ایسے واقعات کی کیا وجہ ہے۔ صرف یہ ہے۔ کہ مسلمان پراگندہ حال اور منتشر خیال ہونے کی وجہ سے اول تو اپنی حفاظت کی طرف توجہ ہی نہیں کرتے اور اگر کہیں اپنی حفاظت اور بچاؤ کے لئے کھڑے بھی ہوتے ہیں۔ تو اُلٹے اور زیادہ مصیبت میں پھنس جاتے ہیں کیونکہ ان میں کوئی تنظیم نہیں۔ اور کوئی ایسا انتظام نہیں۔ جو ان کی ہمتوں اور ارادوں کو گرد و پیش کے خطرات سے بچا کر صحیح طریق پر چلائے۔ ان کے جوش کو قابو میں رکھ کر اسے باموقع اور برمحل خرچ کرائے۔ انہیں اشتعال دلائے جانے پر مشتعل نہ ہونے دے۔ بلکہ حکمت اور تدبیر سے کام لینے کی طرف توجہ دلائے۔

ہندوؤں نے ہر جگہ اور ہر مقام پر ایسا انتظام کر رکھا ہے۔ کہ ہر بات متفقہ اور متحدہ کوشش سے کرتے ہیں۔ اور ہمیشہ اپنے کارکنوں اور سرکردہ لوگوں کی ہدایات کے ماتحت چلتے ہیں نہ کبھی ایک بے قابو اور منتشر مجمع کا رنگ اختیار نہیں کرتے۔ خواہ انہیں اپنا کتنا ہی نقصان نظر آئے یہی وجہ ہے۔ کہ وہ ہر رنگ میں فائدہ میں رہتے ہیں۔ مسلمان بچوں اور عورتوں کو اندر ہی اندر ورغلاتے رہتے ہیں۔ اور جب ہر قسم کے لالچ اور ترغیب سے اپنے ڈھب کا

بنا لیتے ہیں۔ تو پھر ان تمام پہلوؤں کو مدنظر رکھتے ہوئے جو قانونی لحاظ سے ان کے لئے مفید ہو سکتے ہیں۔ آگے قدم بڑھاتے ہیں۔ جس میں مسلمانوں کی پراگندہ حالی کی وجہ سے سو فیصدی ہندوؤں کو ہی کامیابی حاصل ہو جاتی ہے۔ اور مسلمان اپنے نقصان پر ہاتھ ملنے کے لئے ہی نہیں رہ جاتے۔ بلکہ اُلٹے جیل خانوں میں چکیاں پیستے نظر آتے ہیں۔

ہم مسلمانوں کے ذمہ وار اور دردمند اصحاب سے پوچھتے ہیں کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ وہ مسلمانوں کو تنظیم کی سلک میں منسلک کرکے ان خطرات اور نقصانات سے بچائیں۔ جو آئے دن پیش آ رہے ہیں۔ اگر مسلمان زندہ رہنا چاہتے ہیں۔ اگر مسلمان اپنے بچوں اور عورتوں کی حفاظت کرنا چاہتے ہیں۔ اگر مسلمان اپنے حقوق اور مفاد کو اغیار کی دست بُرد سے بچانا چاہتے ہیں۔ تو ضروری ہے کہ ہر جگہ اور ہر مقام پر ایسی انجمنیں بنائیں۔ جو مسلمانوں کے ہر قسم کے حقوق کی حفاظت کا ذمہ لیں۔ اور ہر خطرہ کے وقت مسلمانوں کی صحیح طور پر راہنمائی کریں۔ پھر ایسی تمام انجمنوں کا تعلق ایک حصہ ملک کی مرکزی انجمن سے ہو۔ اور اس کا تعلق سارے ہندوستان کی صدر انجمن سے ہو۔ اس طرح اگر مسلمان اپنے آپ کو منظم کر لیں۔ اور قوم کا درد اور خدمت کا ولولہ رکھنے والے کارکن کام کو سنبھال لیں۔ تو مسلمان ان تمام نقصانات اور خطرات سے بچ سکتے ہیں جو انہیں اپنی پراگندگی۔ بے انتظامی اور عدم راہنمائی کی وجہ سے پیش آ رہے ہیں۔

چونکہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے جماعت احمدیہ ایسی اعلیٰ تنظیم رکھتی ہے۔ جس کا اعتراف ہر شخص کو ہے۔ جو ہماری جماعت کے حالات سے واقف ہے۔ اس لئے اگر ہر جگہ کے مسلمان ہماری جماعت کے اصحاب سے مسلمانوں کے حقوق اور مفاد کی حفاظت کے لئے انجمنیں قائم کرتے ہوئے مشورہ لیں گے۔ تو انہیں کئی باتیں ایسی معلوم ہوں گی۔ جو نہایت مفید اور کارآمد ہوں گی۔ اور جو عرصہ کے تجربہ کے بعد حاصل ہوئی ہیں۔ ہماری جماعت کے اصحاب کا صرف یہ فرض ہونا چاہیئے۔ کہ مسلمانوں کو منظم صورت اختیار کرنے کی تحریک کریں۔ بلکہ اس کے لئے ہر ممکن امداد بھی دیں۔

اندور سے ڈاکٹر کچلو صاحب کا اخراج

اندور کے مسلمان جو آج کل مصائب میں مبتلا ہیں۔ ان کی قانونی امداد کے لئے جناب ڈاکٹر کچلو صاحب وہاں تشریف لے گئے تھے۔ مگر راتوں رات ریاست سے وہ دوسے نکال دئے گئے۔ ایسی حالت میں جبکہ وہاں کے مسلمان اس درجہ مرعوب اور پریشان حال ہوں۔ کہ مسلمان ملزموں کو وکیل تک ملنا مشکل ہو۔ اور پانچ سے زیادہ آدمیوں کو مساجد میں باجماعت نماز ادا کرنے سے روک دیا گیا ہو۔ ایک ایسے شخص کا اخراج مسلمانوں کے لئے بہت ہی رنجدہ اور افسوسناک ہے۔ جس کا کام یہ تھا کہ قانونی لحاظ سے ملزموں کی صفائی کا بندوبست کرے۔ سرِ زبردستی اور تشدد سے حاصل کئے ہوئے اقبال جرم اور دیگر شہادتوں کا پتہ چلائے۔ صفائی کی شہادت مرتب کرے۔ اور اس طرح عدالت کو صحیح فیصلہ تک پہنچنے میں امداد دے۔

معلوم ہوا ہے۔ کہ وزیر اعظم صاحب ریاست نے یوں تو ڈاکٹر کچلو صاحب کو ملزموں کے مقدمہ کی پیروی کرنے کی اجازت نہ دی۔ البتہ یہ ارشاد فرمایا۔ کہ پانچ سو روپیہ داخل کرکے ریاست کے وکلاء میں شامل ہو جاؤ۔ لیکن جب ڈاکٹر صاحب نے درخواست پیش کی۔ تو اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ نہ صرف انہیں وکالت کی اجازت نہ ملی۔ بلکہ ریاست کی حدود میں ان کا قیام بھی خطرناک قرار دیدیا گیا۔ اور ایجنٹ گورنر جنرل وسط ہند نے بھی ایجنسی کے حدود میں قیام کی ممانعت کر دی۔

حکومت اندور نے ڈاکٹر صاحب کو "سرگرم شورش پھیلانے والے" قرار دیکر انہیں ریاست میں وکالت کی اجازت نہیں۔ بلکہ ان کو وہاں رہنا بھی "خطرہ کا باعث" اور "امن و قانون قائم رکھنے کے راستے میں اور فرقہ وارانہ دوستی اور اتحاد از سرنو پیدا کرنے کی راہ میں حائل" بتایا ہے۔ حالانکہ حکومت پنجاب بڑی خوشی سے انہیں اپنی عدالتوں میں وکالت کرنے کی اجازت دے چکی ہے۔ اور اس قسم کا کوئی الزام ان پر نہیں لگایا گیا۔ جو ریاست نے لگایا ہے۔

غرض حکومت اندور کی یہ بہت بڑی زبردستی ہے۔ مسلمانوں کو چاہیئے۔ کہ وہ بہت جلد کسی ایسے قانون دان کو اندور بھیجیں۔ جو اعلیٰ قابلیت رکھنے کے علاوہ اس قسم کے اعتراضات سے بھی بری ہو۔ جو ڈاکٹر کچلو صاحب کے خلاف پیش کئے گئے ہیں۔ تاکہ اندور کے مسلمانوں کو مناسب اور ضروری امداد حاصل ہو سکے۔

پنجاب نیشنل یونینسٹ پارٹی

پنجاب کونسل کے ۳۳ سربرآوردہ ممبروں نے جن میں آنریبل ملک فیروز خان صاحب نون۔ ڈاکٹر سر محمد اقبال۔ چوہدری ظفر اللہ خان صاحب۔ پیر اکبر علی صاحب۔ مولوی سر رحیم بخش صاحب۔ ملک نواب میجر طالب مہدی خان صاحب۔ چوہدری چھوٹو رام صاحب چوہدری دلی چند صاحب وغیرہ اصحاب شامل ہیں۔ ایک پارٹی بناکر اس کے اغراض و مقاصد حسب ذیل قرار دئے ہیں۔

(۱) بلا امتیاز ذات پات یا عقیدہ تمام قوموں اور جماعتوں کا اتحاد و اجتماع عمل میں لانا۔ (۲) تمام شہری اور دیہاتی درماندہ جماعتوں کی امداد اور اعانت کرنا اور ضمناً دیہاتی لوگوں کی حفاظت کے لئے قانون انتقال اراضی کی تائید و حمایت کرنا (۳) ابتدائی تعلیم کا انتظام و انصرام کرنا۔ اور ثانوی اور صنعتی تعلیم اور درماندہ اقوام کی امداد کرنا۔ تاکہ وہ صوبہ کے نظم و نسق میں اپنے جائز حقوق سے محروم نہ رہیں (۴) ہر محکمہ میں تخفیف مصارف کے لئے کوشش کرنا۔ پارٹی اس امر کی مؤید نہیں ہے کہ مفید محاکم کی سرگرمیوں میں کسی طرح کمی کی جائے۔ بلکہ پارٹی کی رائے میں انہیں مزید توسیع کی ضرورت ہے۔ اگرچہ پارٹی کا یہ بھی خیال ہے کہ ان تمام محاکم کو کفایت شعاری کے اصول پر چلایا جاوے۔ پارٹی اپنی اس ذمہ داری کو محسوس کرتی ہے کہ تمام جائز مصارف عموم کی آمدنی سے ادا کئے جائیں لیکن جہاں تک ہو سکے۔ ٹیکس کا بار مساوی اور منصفانہ طریق پر رکھا جائے۔ اور تمام زائد اخراجات بند کر دئے جائیں (۵) پارٹی اس امر کی حامی ہے کہ تجویز اصلاحات کے ذریعے مادر وطن کی آزادی اور حریت کے لئے کوشش کی جائے۔ اور اس لئے موجودہ آئین سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھایا جائے۔ تاکہ صوبہ کو بہت جلد خود مختاری حاصل ہو (۶) تمام ممکن ذرائع سے بین الجماعت نیک نیتی کو ترقی دینا اور امتیازی حقوق سرکاری ملازمتوں اور دیگر جماعتی معاملات کی اصلاح و درستی عمل میں لانا (۷) مزدوروں اور سرمایہ داروں۔ زمینداروں اور کاشتکاروں کے مطالبات کے لئے مساعی عمل میں لانا (۸) تعمیری لائحہ عمل کے ذریعہ قومی سیرت تعمیر کرنا۔

ان امور میں کوئی ایسی بات نہیں۔ جو صرف کسی خاص فرقہ کے لئے مفید ہو۔ بلکہ ان کے فوائد ملک کی سب قوموں اور فرقوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ لیکن افسوس ہے کہ سوائے جاٹ قوم کے دو سرکردہ لیڈروں کے کسی ہندو اور سکھ ممبر کا پارٹی میں نام نظر نہیں آتا۔ اس پارٹی کے ممبروں کو یہ بات قطعاً نظر انداز کرتے ہوئے کوشش کرنی چاہیئے کہ ان کی پارٹی زیادہ سے زیادہ ملک اور اہل ملک کے لئے مفید ثابت ہو سکے۔

کھڑک بہادر سنگھ کی معافی

ایک تعلیم یافتہ گورکھا کھڑک بہادر سنگھ نے کلکتہ کے ایک مارواڑی ہندو کو اس بنا پر قتل کر دیا۔ کہ اس نے نیپال کی ایک لڑکی کو خرید کر اس کی عصمت دری کی۔ اور اسے جبراً اپنے قبضہ میں رکھا۔ کھڑک بہادر سنگھ نے اپنے جرم کا اقبال کیا۔ اور عدالت نے اسے اپنی ہمقوم خاتون کی عصمت دری کے واقعہ سے مشتعل ہوکر جرم کا مرتکب ہونے کی وجہ سے آٹھ سال قید کی سزا دی۔ اس پر ہندوستان کے مختلف مقامات سے یہ آواز بلند کی جا رہی ہے کہ قاتل نے چونکہ ایک ظلم کو دور کرنے کے لئے جو بیکس عورت پر ہو رہا تھا اور عورتوں کی عزت قائم کرنے کے لئے یہ فعل کیا۔ اس لئے اسے معاف کر دینا چاہیئے۔ اور آریہ اخبار تو یہاں تک لکھ رہے ہیں کہ "اگر کھڑک بہادر یہی فعل شری رام اور شری کرشن کے زمانہ میں کرتا اور ایک ابلا دیوی کی عزت بچانے کے لئے راکھشس کو کاٹ پھینکتا۔ تو اس کا مقام جیل کی کوٹھڑی نہ ہوتی۔ بلکہ کوئی بڑی بھاری جاگیر ہوتا" (ملاپ ۳ مارچ)

لیکن صاف ظاہر ہے۔ کہ اگر ہر ایک ظالم اور مجرم کو لوگ خود سزا دینا شروع کر دیں۔ اور اس کے لئے ان کی حوصلہ افزائی بھی کی جائے۔ تو ملک کا انتظام بالکل درہم برہم ہو جائے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے اس کی اجازت نہیں دی۔ بلکہ ہر جرم کا انسداد حکام کے ذریعہ کرانا ضروری

مرد و عورت کے حقوق

فرمودہ

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے ۱۵ اپریل بعد نماز ظہر دو نکاحوں کا اعلان فرماتے ہوئے ایک خطبہ پڑھا۔ میں یہ تو نہیں کہہ سکتا۔ کہ یہ وہی الفاظ ہیں جو حضور نے فرمائے تھے۔ مگر خاکسار نے بہت حد تک اس خطبہ کے مفہوم کو قلم بند کرنے کی کوشش کی ہے ؛

خاکسار محمد شاہ نواز۔ اسسٹنٹ سرجن۔ قادیان

حضور نے مسنون آیات کی تلاوت کے بعد فرمایا :-

گو اس وقت گلے کی تکلیف سے میرے لئے بولنا مشکل ہے۔ لیکن چونکہ پچھلے دنوں چند نکاح جو ہوئے ہیں۔ ان میں اختلاف پیدا ہوا ہے۔ اس لئے اس خطبہ میں میں اختصار کے ساتھ مرد و عورت کے بعض فرائض کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ جس طرح مردوں کے حقوق ہیں اسی طرح عورتوں کے بھی حقوق ہیں۔ خدا کے نزدیک دونوں کے درمیان کوئی فرق نہیں جس طرح مرد خدا کا بندہ ہے۔ اسی طرح عورت خدا کی بندی ہے جیسے مرد خدا کا غلام ہے ویسے ہی عورت خدا کی لونڈی ہے۔ جیسا مرد آزاد اور حر ہے۔ ویسے ہی عورت آزاد ہے۔ دونوں کو حقوق حاصل ہیں۔ عورت گائے یا بھینس کی طرح نہیں۔ کہ لیا اور باندھ لیا۔ انسانیت کے لحاظ سے عورت ویسی ہی ہے۔ جیسے کوئی مرد۔ آزادی ایک قیمتی چیز ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے عورت کو ایسا ہی حصہ دیا ہے۔ جیسا کہ مرد کو۔ اور دونوں پر بعض فرائض اور ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں ؛

بعض مرد اس مسئلہ کو نہیں سمجھتے وہ سمجھتے ہیں۔ کہ الرجال قوامون علی النساء کے ماتحت مرد عورتوں پر حاکم ہیں۔ حالانکہ ان کو درجہ نگرانی کا ملا ہے۔ مگر نگرانی سے حریت میں فرق نہیں پڑتا بادشاہ نگران ہے۔ خلیفہ نگران ہوتا ہے۔ اسی طرح حاکم وقت نگران ہوتا ہے۔ مگر کیا کوئی حکم یا قانون یہ اجازت دیتا ہے۔ کہ وہ جو چاہیں معاملہ کریں۔ نگران تو اس بات کا ہوتا ہے۔ کہ جو حق اس کو ملا ہے۔ اسے وہ شریعت کے احکام کے مطابق استعمال کرے۔ نہ یہ کہ جو چاہے کرے۔ نگرانی کا مفہوم یہ ہے۔ کہ اس کو شریعت کے ماتحت چلائے۔ مگر ہمارے ہاں اس کا مفہوم یہ لیا جاتا ہے۔ کہ جو چاہا کر لیا۔ اس وجہ سے بعض لوگ عورتوں کو حقوق دینے کو تیار نہیں۔ وہ ان کو گائے بکری کی طرح سمجھتے ہیں۔ اور جس طرح ان کا دل چاہے۔ اسی طرح کرنے پر مجبور کرتے ہیں۔ بعض لوگ ایسے بھی ہیں۔ جو شریعت کے دئے ہوئے حقوق کو باطل سمجھتے ہیں۔ اور عورتوں پر جبریہ حکومت کرنا چاہتے ہیں۔ حالانکہ ایسی حکومت تو خدا بھی نہیں کرتا۔ وہ تو کہتا ہے۔ تم وہی کہو۔ جو تمہاری ضمیر کہتی ہے۔ پھر خدا بھی بغیر اتمام حجت کے سزا نہیں دیتا باوجود اس بات کے کہ وہ مالک ہے تو پھر مرد کے مقابلہ میں عورتوں کو آزادی ضمیر کیوں حاصل نہ ہو ؛

اس کے برخلاف دوسری حد بھی خطرناک ہے۔ جو عورتوں کی طرف سے ہے۔ قوامون کا لفظ بھی آخر کسی حکمت کے ماتحت ہے یہ قانون خدا کا بنایا ہوا ہے۔ جو خود نہ مرد ہے نہ عورت اس پر طرفداری کا الزام نہیں آ سکتا۔ پس ایسی ہستی کے قوانین ہی شافی ہو سکتے ہیں۔ عورت عموماً عورت کی طرفدار ہوتی ہے۔ اور مرد مرد کے طرفدار۔ مگر خدا کو دونوں کا پاس نہیں۔ وہ خالق ہے۔ جو طاقتیں اس نے مرد و عورت کو دی ہیں۔ ان کا اس کو علم ہے۔ اور انہی کے ماتحت اس نے اختیارات دئے ہیں۔ قوامون کے بہرحال کوئی معنے ہیں۔ جو عورت کی آزادی۔ اور حریت ضمیر کو باطل نہیں کرتے۔ اس کے لئے عورت کے افعال اس کے ارادے۔ اس کا دین و مذہب قربان نہیں ہو سکتے۔ مگر قوامون بھی قربان نہیں ہو سکتا۔ نہ اس کا وجود رہی ہو۔ قوام نظر آنا چاہیئے۔ اس کے متعلق مثال بیان کرتا ہوں ؛

شریعت کا حکم ہے۔ کہ عورت خاوند کی اجازت کے بغیر باہر نہ جائے۔ مگر اس کے باوجود مرد عورت کو اس کے والدین سے ملنے سے نہیں روک سکتا۔ اگر کوئی مرد ایسا کرے تو یہ کافی وجہ خلع کی ہو سکتی ہے۔ والدین سے ملنا عورت کا حق ہے۔ مگر وقت کی تعیین اور اجازت مرد کا حق ہے۔ مثلاً خاوند یہ کہہ سکتا ہے۔ کہ شام کو نہیں صبح کو مل لینا۔ یا اس کے والدین کو اپنے گھر بلالے۔ یا اس کو والدین کے گھر بھیج دے۔ مگر جس طرح مرد اپنے والدین کو ملتا ہے۔ اسی طرح عورت کا بھی حق ہے۔ سوائے ان صورتوں کے کہ دونوں کا سمجھوتا ہو جائے۔ مثلاً جب فساد کا اندیشہ ہو۔ یا فتنہ کا ڈر ہو۔ مرد تو پہلے ہی الگ رہتا ہے۔ مگر عورت خاوند کی مرضی کے خلاف باہر نہیں جا سکتی۔ ہاں خاوند اگر ظلم کرے۔ تو قاضی کے پاس وہ شکایت پیش کر سکتی ہے۔ لیکن اگر خاوند اس میں روک ڈالے۔ اور گھر سے باہر نہ نکلنے دے۔ تو پھر وہ گھر سے بلا اجازت باہر نکل سکتی ہے۔ مگر اس کا فرض ہے۔ کہ جلدی سے مقدمہ قاضی کے سامنے پیش کر دے تا قاضی دیکھ لے۔ کہ آیا اس کے باہر نکلنے کی کافی وجوہ ہیں۔ یا نہیں۔ پھر وہ اس کو خواہ باہر رہنے کی اجازت دیدے یا گھر میں واپس لوٹنے کا حکم دے۔ پس اگر خاوند ظلم کرتا ہو۔ اور حقوق میں روک ڈالتا ہو۔ اور قضا میں جانے نہ دے۔ تو پھر عورت بلا اجازت شوہر باہر نکل سکتی ہے۔ مگر شرط یہ ہے۔ کہ قلیل ترین عرصہ میں وہ اس کے خلاف آواز اٹھائے (مثلاً ۲۴ گھنٹے کے اندر) یا اگر مقدمہ عدالت میں ہو۔ تو جتنا عرصہ درخواست کے دینے میں عموماً لگتا ہے ؛

ہمارے ملک میں یہ بالکل غلط طریق رائج ہے۔ کہ عورت خاوند سے لڑ کر اپنے ماں باپ کے گھر چلی جاتی ہے۔ اور وہاں بیٹھی رہتی ہے۔ والدین اس کی ناحق طرفداری کرتے ہیں۔ اور فساد بڑھتا ہے۔ دونوں کا معاملہ شریعت کے مطابق ہونا چاہیئے۔

عورت بحیثیت انسان ہونے کے ایسی ہی انسان ہے جیسے مرد ہے وہ اپنے دین۔ ایمان اور حریت میں ایسی ہی قائم ہے جیسے تم۔ مثال کے طور پر میں بعض عقائد کا ذکر کرتا ہوں۔ جن میں عورت کے مذہب کا احترام لازمی ہے ؛

بعض فقہا کا خیال ہے۔ کہ وضو کی حالت میں اگر مرد کسی محرم کو چھوئے تو وضو نہیں ٹوٹتا۔ مگر بعض کا عقیدہ ہے۔ کہ وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ اب اگر عورت کا یہ مذہب ہو۔ کہ وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ تو خاوند کا فرض ہے۔ کہ اس کو وضو کی حالت میں چھوئے اس کا کوئی حق نہیں۔ کہ وہ اس کے عقیدہ یا مذہب میں دخل دے۔ پس عورت کو اپنے عقائد میں کامل حریت دینی ہو گی۔ ہاں عقل یا دل کے معاملات کی ہم پرواہ نہیں کرینگے۔ مثلاً اگر کوئی عورت یہ کہے۔ کہ میری عقل کہتی ہے۔ یا میرا دل چاہتا ہے۔ کہ فلاں بات یوں ہو۔ تو اس کا احترام لازمی نہیں۔ جب خدا نے ان باتوں کی پرواہ نہیں کی۔ تو ہم کیوں کریں۔ پس یہ اصول صرف شریعت کے عقائد کے متعلق ہے ؛

اسی طرح حیض کے متعلق بھی مسلمانوں کا اختلاف ہے۔ کیونکہ بعض کا خیال ہے۔ کہ عورت کے ساتھ حیض سے پاک ہونے کے بعد غسل کرنے سے قبل صحبت جائز ہے۔ مگر بعض کے نزدیک غسل کے بعد جائز ہے۔ اگر عورت کا یہ عقیدہ ہو کہ غسل سے قبل صحبت ناجائز ہے۔ تو مرد کا فرض ہے۔ کہ اس کے پاس نہ جائے۔ جس طرح عورت کا فرض ہے۔ کہ مرد کے مذہب کا پاس کرے۔ اسی طرح مرد کا بھی فرض ہے۔ کہ عورت کے عقائد کا لحاظ کرے۔ پس یاد رکھو۔ عورت کو حریت حاصل ہے۔ اگر اس کو مٹاؤ گے۔ تو وہ تم سے ایسی حریت کا مطالبہ کریگی۔ جو شریعت نے ان کو نہیں دی۔ تم اگر خدا کے انعام حاصل کرنا چاہتے ہو۔ تو اپنے معاملات کو درست کرو۔ اور عورتوں کو کامل حریت دو۔ اور ان کے حقوق ادا کرو ؛

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگو میں تم کو وصیت کرتا ہوں۔ کہ بیویوں کے ساتھ نیک سلوک کیا کرو۔ یاد رکھو کہ عورت تو پسلی سے پیدا ہوئی ہے۔ اور سب سے بڑی پسلی ہی سب سے زیادہ ٹیڑھی پسلی ہے۔ اگر تو عورت کو بالکل سیدھا کرنا چاہے گا تو وہ ٹوٹ جائے گی۔ ہاں ٹیڑھا رکھ کر ہی کام لے سکتے ہو۔ لوگو میں پھر کہتا ہوں۔ کہ بیویوں سے ہمیشہ سلوک کرنا (بخاری)

سوامی شردہانندجی کی نسبت حضرت مسیح موعود کا اشتہار

انبیاء کی پیشگوئیوں پر اعتراض کرنے والے لوگوں کی یہی غرض ہوتی ہے۔ کہ کسی طرح حق ظاہر نہ ہو۔ اور یہ کہ کسی طرح حقیقت پر اپنے اعتراضوں سے پردہ ڈال دیں۔ اس غرض کے پورا کرنے کے لئے ان کو کئی طرح سے ندامت بھی اٹھانی پڑتی ہے۔ پہلے وہ پیشگوئی کے ایک حصہ پر سوال کرتے ہیں۔ مگر جب اس کا مسکت اور معقول جواب دیا جاتا ہے۔ تو اس حصہ کو چھوڑ کر کسی دوسرے حصہ پر اعتراض شروع کر دیتے ہیں۔ جب اس کا بھی جواب دیا جاتا ہے تو کوئی اور آڑے بیٹے ہیں۔ بعینہ یہی حال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مخالفین کا ہے۔ ہزارہا نشان حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کے ظاہر ہوئے۔ جنہیں ہم نے اپنی آنکھوں دیکھا۔ مگر کیا مخالفین نے آپ کو قبول کیا؟ ان کی طرف سے اگر کوئی آواز اُٹھی۔ تو یہی لولا اُنزل علیہ اٰیۃ من ربہ ؕ

سوامی شردہانند صاحب کے قتل کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی جس شان سے پوری ہوئی۔ کوئی حق شناس اور متقی انسان اس سے انکار نہیں کر سکتا۔ مگر باوجود اس حقیقت کے ہم معاندین و مخالفین کے اخبارات اس پر اعتراضات سے پُر دیکھتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ان سوالات کے جواب اپنے ایک خطبہ جمعہ میں تفصیل کے ساتھ دیئے ہیں۔ اس وقت ایک اور اعتراض اس پیشگوئی پر کیا گیا ہے اور میرے محترم جناب میاں محمد شریف صاحب افسرمال گجرات نے مجھ سے فرمائش کی ہے۔ کہ میں اس کا جواب لکھوں۔ اس لئے میں اس اعتراض کو مع اس کے جواب کے درج کرتا ہوں:۔

سوال:۔ حضرت مرزا صاحب نے اس دوسرے شخص کے متعلق استفتاء اردو میں تحریر فرمایا ہے:۔

"مجھے معلوم نہیں رہا ہے۔ کہ وہ دوسرا شخص کون ہے۔ ہاں یہ یقینی طور پر یاد رہا ہے (یعنی عالم کشف میں دل میں گذرا ہے۔) کہ وہ دوسرا شخص انہیں چند آدمیوں میں سے تھا جن کی نسبت میں اشتہار دے چکا ہوں (یعنی ایسا شخص جو موت کی پیشگوئی کے اشتہار کا نشانہ ہو گیا ہے۔ جس کی نسبت کسی وقت کہہ سکتے ہیں۔ کہ اس کی نسبت اشتہار ہو چکا ہے)"

(استفتاء اردو صلا)

کیا حضرت مرزا صاحب کے اشتہار میں جس کی طرف عبارت مندرجہ بالا میں اشارہ ہے۔ سوامی شردہانندجی کا نام ہے؟

الجواب:۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اشتہار میں پنڈت منشی رام صاحب کا نام دکھلانے کا مطالبہ کرنا بالکل غلط ہے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ کہیں بھی تحریر نہیں فرمایا۔ کہ ہم اس دوسرے شخص کا نام بھی شائع کر چکے ہیں بلکہ آپ کے الفاظ یہ ہیں:۔

"انہیں چند آدمیوں میں سے تھا جن کی نسبت میں اشتہار دے چکا ہوں"

پس یہ سوال ہونا چاہیئے۔ کہ کیا سوامی شردہانند صاحب ان چند لوگوں میں سے تھے۔ جن کی نسبت حضرت مسیح موعودؑ اشتہار دے چکے ہیں۔ تو اس کا جواب اثبات میں ہے۔ اور ہم دعوے سے کہتے ہیں۔ کہ سوامی شردہانند صاحب ان لوگوں میں سب سے اوّل نمبر پر تھے۔ جن کی نسبت حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اشتہار دیا۔ اب ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اشتہار نقل کرتے ہیں۔ اور فیصلہ اہل انصاف حضرات پر چھوڑتے ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ (فداہ نفسی) فرماتے ہیں:۔

"اب ہم پہلے کلام کی طرف رجوع کر کے کہتے ہیں۔ کہ وید برکات روحانیہ اور محبت الٰہیہ تک پہنچانے سے قاصر اور عاجز ہے۔ اور کیونکر قاصر اور عاجز نہ ہو۔ وہ وسائل جن سے یہ نعمتیں حاصل ہوتی ہیں۔ یعنی طریقہ حقہ خدا شناسی۔ و معرفت نعماء الٰہی و بجا آوریٔ اعمال صالحہ و تحصیل اخلاق رضیہ و تزکیۂ نفس عن رذائل نفسیہ۔ ان سب معارف کے صحیح اور حق طور پر بیان کرنے سے وید بکلی محروم ہے۔ کیا کوئی آریہ روئے زمین پر ہے کہ ہمارے مقابل پر ان امور میں وید کا قرآن سے مقابلہ کر کے دکھلا دے؟ اگر کوئی زندہ ہو تو ہمیں اطلاع دے۔ اور جس امر میں امور دینیہ میں سے چاہے اطلاع دے۔ تو ہم ایک رسالہ بالتزام آیات بیّنات و دلائل عقلیہ قرآنی تالیف کر کے اس غرض سے شائع کر دینگے۔ کہ تا اس التزام سے وید کے معارف اور اس کی فلاسفی دکھلائی جائے۔ اور اس تکلیف کشی کے عوض میں ایسے وید خواں کے لئے ہم کسی قدر انعام بھی کسی ثالث کے پاس جمع کرا دینگے۔ جو غالب ہونے کی حالت میں اس کو ملے گا۔ شرط یہی ہے۔ کہ وہ ویدوں کو پڑھ سکتا ہو تا ہمارے وقت کو ناحق ضائع نہ کرے۔ . . . . اگر پھر بھی باز نہ آویں۔ تو آخر الحیل مباہلہ ہے۔ جس کی طرف ہم پہلے اشارہ کر چکے ہیں مباہلہ کے لئے وید خوان ہونا ضروری نہیں۔ ہاں باتمیز اور ایک باعزت اور نامور آریہ ضرور چاہیئے۔ جس کا اثر دوسروں پر بھی پڑ سکے۔ سو سب سے پہلے لالہ مرلی دھر صاحب۔ اور پھر لالہ جیون داس صاحب سیکرٹری آریہ سماج لاہور اور پھر منشی اندرمن صاحب مرادآبادی۔ اور پھر کوئی اور دوسرے صاحب آریوں میں سے جو معزز اور ذی علم تسلیم کئے گئے ہوں مخاطب کئے جاتے ہیں۔ کہ اگر وہ وید کی ان تعلیموں کو جن کو کسی قدر ہم اس رسالہ میں تحریر کر چکے ہیں فی الحقیقت صحیح اور سچے سمجھتے ہیں . . . . . تو اس بارہ میں ہم سے مباہلہ کریں۔ اور کوئی مقام مباہلہ کا برضامندی فریقین قرار پا کر ہم دونو فریق تاریخ مقررہ پر اس جگہ حاضر ہو جائیں۔ (الخ) (دیکھو سرمہ چشم آریہ صفحہ ۱۸۴-۱۸۵-۱۸۶)

اس عبارت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے چند صفات کے آریوں کو مباہلہ و مباحثہ کے لئے مقابل پر بلایا ہے۔ چند آریوں کے نام لکھ دیئے۔ اور باقی مخاطبین اشتہار کی صفات تحریر فرما دی ہیں۔ اب جس آریہ میں بھی وہ صفات پائی جائینگی۔ وہ اس اشتہار کا مخاطب ہوگا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اس عبارت میں مندرجہ ذیل خواص کے آریوں کو مباحثہ و مباہلہ کے لئے بلایا ہے:۔ (۱) مباحثہ کرنے والا آریہ وید خوان ہو (۲) مباہلہ کرنے والا باتمیز، باعزت اور نامور آریہ ہو (۳) ایسا ہو کہ جس کا اثر دوسرے آریوں پر پڑ سکے۔ (۴) وہ آریوں میں معزز اور ذی علم تسلیم کیا گیا ہو۔"

اب میں آریہ صاحبان سے پوچھتا ہوں۔ وہ بتائیں سوامی شردہانند صاحب میں یہ صفات پائی جاتی تھیں یا نہیں؟ کیا سوامی صاحب مذکور وید پڑھ سکتے تھے یا نہیں؟ کیا وہ باتمیز، باعزت اور نامور آریہ نہ تھے۔ کیا ان کا اثر آریوں پر نہ تھا۔ اور کیا آریہ صاحبان ان کو ذی علم تسلیم نہیں کرتے؟ اگر وہ ان صفات کے حامل تھے۔ اور حقیقت یہی ہے۔ کہ وہ تھے۔ تو میں اہل انصاف حضرات سے اپیل کرتا ہوں۔ کہ وہ بتائیں۔ کیا یہ امر واقع اور ایک کھلی حقیقت نہیں۔ کہ سوامی شردہانند صاحب ان چند لوگوں میں سے تھے جن کی نسبت حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اشتہار دیا۔ پس باوجود اس قدر تصریح کے پھر بھی انکار کرنا انصاف سے بعید ہے۔ والسلام

(الراقم۔ عبدالرحمٰن خادم از گجرات)

لنڈن آنے والوں کیلئے غور طلب باتیں

یہ تو پہلے سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ لنڈن میں نوکری کے خیال سے آنا اوّل درجے کی حماقت ہے۔ یہاں بیس لاکھ آدمی خود بے کار ہیں۔ باوجود اس کے میں یقین رکھتا ہوں۔ کہ اگر ہندوستانی آئیں تو روزی کما سکتے ہیں۔ اگر احمدی نوجوان یہاں آنا چاہیں۔ تو میری رائے میں قبل اسکے کہ وہ آئیں۔ اس امر کی ضرورت ہے۔ کہ لنڈن میں ایک احمدیہ سروس سیکنگ ایجنسی قائم ہو۔ یہ ایجنسی اپنے اخراجات تھوڑے عرصہ کے بعد خود نکال سکیگی۔ کوئی شخص آنے کا ارادہ نہ کرے۔ جب تک اس ایجنسی کے ذریعہ مرکزی دفتر سے تصفیہ نہ کرے۔ آنے والے لوگوں کے پاس کم از کم لنڈن پہونچتے وقت پانچسو روپیہ نقد ہونا چاہیئے۔ آنیوالے صحت کے لحاظ سے تندرست اور قوی الجثہ ہوں۔ انگریزی بقدر ضرورت آتی ہو۔ اگر وہ سیالکوٹ سے ریکٹ بنانے، کرکٹ بال بنانے وغیرہ کا کام سیکھ کر آئیں۔ تو انہیں اور بھی آسانی ہوگی۔ ترکھان کا کام جاننے والے

بلادِ غربیہ میں طریق تبلیغ

اور

جناب مولوی محمد علی صاحب کی تحریروں سے کچھ

(نمبر ۲)

الفضل کے ایک گذشتہ پرچہ میں میں بتلا چکا ہوں۔ کہ جناب مولوی محمد علی صاحب نے یورپ میں تبلیغ اور اشاعت اسلام کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر نہ صرف ضروری قرار دیا ہے۔ بلکہ یہ بھی فرمایا ہے کہ اس کے بغیر اشاعت اسلام ہو ہی نہیں سکتی۔ اب میں اس مضمون میں مولوی صاحب کی دوسری چٹھی جو انہوں نے مولوی انشاء اللہ خان صاحب کو لکھی۔ درج کر کے یہ بتلانا چاہتا ہوں۔ کہ انہوں نے احمدیت کو ہی حقیقی زندہ اسلام قرار دیا ہے۔ اور احمدیت سے باہر جو اسلام ہے اُسے مردہ بتایا ہے ؂

ایڈیٹر صاحب وطن نے جب اپنی تجویز مولوی محمد علی صاحب کی خدمت میں پیش کی۔ تو احمدی دنیا میں ایک ہیجان پیدا ہو گیا۔ ایک طرف احباب سلسلہ نے اس کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی۔ اور حضرت حجۃ اللہ فی الارض کی خدمت میں اس کے خلاف اپیلیں پیش کیں۔ دوسری طرف خود مولوی محمد علی صاحب نے نہایت زبردست الفاظ میں اس کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ جب یہ تجویز اس طرح گرتی ہوئی نظر آئی۔ تو خواجہ کمال الدین صاحب قادیان پہنچے اور مولوی محمد علی صاحب کے ساتھ گفت و شنید کر کے ان کو راضی کر لیا۔ اور ایک طول و طویل فلسفیانہ مراسلہ ایڈیٹر صاحب وطن کو مخاطب کر کے شائع کیا۔ جس میں اسلام اور احمدیت کے درمیان فرق بتلانے کی کوشش کی۔ مگو اس وقت وہ اپنی اس کوشش میں کامیاب نہ ہو سکے۔ لیکن افسوس ایک عرصہ کے بعد جماعت کے ایک حصہ کو مع مولوی محمد علی صاحب کے اس ذہنیت پر قائم کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ کہ احمدیت اور اسلام دو مختلف چیزیں ہیں) ؂

اور جماعت کو ان الفاظ میں تسلی دلانے کی کوشش کی "میرا ایمان ہے۔ کہ اگر جناب مرزا صاحب خدا کی طرف سے مبعوث ہو کر ایک سچا مشن لائے ہیں۔ جیسا کہ میرا ایمان ہے۔ تو یہ مشن بلاواسطہ تبلیغ کا محتاج نہیں ہو سکتا" اور یہ تجویز کی کہ رسالہ کے ساتھ ایک ضمیمہ شائع ہو۔ جس میں حضرت مسیح موعود اور آپ کے مشن کا ذکر ہو باقی رسالہ "نان سیکٹیرین" ہو۔ اور کل مسلمان جو احمدی یا غیر احمدی ہوں۔ اسے اپنا آرگن سمجھ کر اشاعت دین اسلام میں کوشش کریں

ایڈیٹر اور دیگر مدیران رسالہ کا فرض ہو گا۔ کہ آئندہ اس کے صفحات کو خاص دعاوی حضرت مرزا صاحب سے خالی رکھیں اور ان مضامین سے اسے آراستہ کریں۔ جو اسلام کے محبوب چہرے کو دنیا کی نگاہوں میں محبوب کر دکھائیں"

مولوی محمد علی صاحب کے خیال میں جیسا کہ ان کی چٹھی سے ظاہر ہے۔ یہ بات بالکل نہیں آسکتی تھی۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذکر کے سوا بھی اسلام کا چہرہ محبوب کر کے دکھایا جا سکتا ہے۔ لیکن جب خواجہ صاحب نے اپنی عینک ان کی آنکھوں پر رکھی۔ تو وقتی طور پر انہیں بھی اس تجویز کا سبز باغ نظر آنے لگ گیا۔ لیکن جونہی انہوں نے پھر اس عینک کو اتار کر اپنی نگاہ حقیقت بین سے دیکھا۔ تو پھر بادل ان کو ایک خشک ریگستان نظر آئی۔ اس وقت جناب مولوی محمد علی صاحب نے جو کچھ مولوی انشاء اللہ خان صاحب کو لکھا۔ وہ درج ذیل ہے۔

"قبل اس کے جو میں کسی دوسرے کا ایک پیسہ بھی اعانت میں لوں۔ یہ بیان کر دینا چاہتا ہوں۔ تاکہ بعد میں کوئی دقت اور جھگڑا نہ ہو۔ کہ ہماری طرف سے یہ وعدہ ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب کے دعوے کے دلائل کو اس رسالہ میں پیش نہ کریں گے۔ اور ان کو ضمیمہ میں پیش کریں گے۔ لیکن اس بات کو چھوڑ کر جو کچھ میں اس رسالہ میں لکھوں گا اس میں اپنے عقائد کا پابند رہوں گا۔ اور یہ منافقانہ کارروائی مجھ سے نہ ہو سکے گی کہ اپنے عقائد کو چھپاؤں۔ مثلاً میرا یہ عقیدہ ہے۔ کہ اسلام زندہ مذہب ہے۔ اور یہی ایک خصوصیت ہے جو اس کو تمام دوسرے مذاہب سے ممتاز کرتی ہے۔ اور کہ اللہ تعالیٰ جس طرح اپنے قدیم زمانہ میں اپنے برگزیدہ بندوں کو اپنے مکالمہ مخاطبہ سے مشرف کرتا تھا۔ اسی طرح اب بھی کرتا ہے۔ میں چونکہ علیٰ وجہ البصیرت اس عقیدہ پر قائم ہوں۔ اس لئے یہ ہرگز نہ ہو گا۔ کہ اسلام کے فضائل اور خصوصیات کو بیان کرتے وقت میں اس بات کو چھپاؤں۔ اور اس کا ذکر نہ کروں۔ ایسا کرنا میرے نزدیک وہی نفاق ہے۔ جس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار۔ (تعجب ہے کہ مولوی صاحب باوجود معاہدہ کے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے مشن کا ذکر نہ کریں گے۔ اظہار عقائد کو ضروری سمجھیں۔ اور اس کے خلاف کرنے کو منافقت قرار دیں۔ لیکن آج غیر مبایع چاہتے ہیں۔ کہ ہم اپنے لٹریچر یا کلام میں اپنے عقائد کا اظہار نہ کریں) ایسا ہی میں اس عقیدہ پر قائم ہوں۔ اور علیٰ البصیرت قائم ہوں۔ کہ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام انبیاء علیہم السلام سے افضل ہیں۔ ...... ایسے معجزات جو کہ حضرت مسیح کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں۔ مثلاً مردوں کا زندہ کرنا یہ واقعی اور حقیقی معنوں میں صحیح نہیں ...... یہ صحیح نہیں کہ حضرت عیسیٰ بھی پرندوں کے خالق تھے۔ جیسا کہ عام مسلمانوں کا اعتقاد ہے۔ یا یہ کہ ایسا دجال آئے گا۔ جو اللہ تعالیٰ کی قدرتوں کا مالک بن بیٹھے گا۔ مردوں کو زندہ کریگا۔ اور جہاں چاہے گا بارش برسائے گا۔ ...... ایسے اعتقاد میرے نزدیک مشرکانہ ہیں ...... نیز میں اس عقیدہ پر قائم ہوں کہ یہ اُمت خیر الامم ہے اور اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ اس امت کے ساتھ سچا وعدہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلفاء اسی امت میں سے ہوں گے باہر سے کوئی نہیں آئے گا ...... نیز میں اس عقیدہ پر قائم ہوں۔ کہ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ اور آپ کے بعد کوئی نبی خواہ وہ پرانا ہو یا نیا ایسا نہیں آسکتا کہ اس کو بدون وساطت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نبوت ملی ہو (مگر اب اکیس سال کے بعد جناب مولوی محمد علی صاحب نے اپنے عقائد کے متعلق جو ایک تحریری اشتہار بعنوان "احمدیہ جماعت لاہور کے عقائد" شائع کیا ہے۔ اس میں لکھتے ہیں "ہم اس بات پر ایمان لاتے ہیں۔ کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین ہیں آپ کی بعثت کے ساتھ دین کو کامل کر دیا گیا۔ اس لئے آنجناب کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ ہاں مجدد آئیں گے۔ جن کا کام تجدید اسلام اور تائید دین ہے۔" ببین تفاوت راہ از کجاست تا بکجا) ...... نیز میں اس عقیدہ پر قائم ہوں۔ کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جنگ بزور شمشیر دین پھیلانے کیلئے نہ تھے۔ ...... اور نہ کوئی شخص ایسا آپ کے بعد آنے والا ہے ...... میں اس عقیدہ پر بھی قائم ہوں۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں ...... میں نے یہ باتیں اس لئے نہیں لکھیں کہ ان سب کا ذکر بار بار رسالہ میں کیا جائے گا۔ بلکہ اس لئے کہ کسی موقعہ پر کبھی کرتے کہ اگر ان سوالوں میں سے کوئی سوال بحث کے سامنے آئے گا۔ تو اس میں اپنے عقیدہ کے مطابق لکھوں گا اور کھول کر لکھوں گا۔ ...... (نوٹ) میں تو اس بات سے بھی حیران ہوں۔ کہ ان باتوں کو الگ کر کے جن کا اوپر ذکر کیا گیا ہے۔ اسلام غیر قوموں کے سامنے پیش کیا جا سکتا ہے۔ ایک ہی امتیازی نشان مذہب اسلام کا ہے۔ کہ اس میں خدا تعالیٰ کی برکات کا دروازہ ابد تک کھلا ہے۔ ورنہ محض کسی مذہب کی سچائی ثابت نہیں کر سکتے۔ اس اصول کو چھوڑ کر نہ توحید ہی ثابت ہو سکتی ہے نہ رسالت۔ اسلام کی توحید کو پھر کیا فضیلت رہی۔ یہودی بھی خدا کو واحد لاشریک مانتے ہیں۔ اور بدھو وغیرہ بھی رسالت کا ثبوت اس لئے نہیں رہتا۔ کہ رسالت کی غرض تو یہ تھی۔ کہ رسالت کے چراغ سے دوسرے لوگ اپنے چراغوں کو روشن کریں۔ اگر وہ نور جو ہم تک پہنچا ہے۔ اس کا کوئی حصہ اس کی امت کو نہیں پہنچتا تو اس کی تعلیم سے کیا فائدہ ہوا۔ اس کی رسالت کس طرح ثابت ہوئی یہی ایک امتیازی رنگ اسلام کا ہے۔ اور اس کو چھوڑ کر اسلام کو پیش کرنا عبث ہے" الحکم نمبر ۸ جلد ۱۰ مورخہ ۱۰ مارچ ۱۹۰۶ء

غیر مبایع اصحاب مولوی صاحب کی مندرجہ بالا تحریر کو پڑھیں۔ اور دیکھیں۔ کہ وہ اپنے اس شکوے میں کہ احمدی مبلغ ولایت میں احمدیت کا ذکر کرتے ہیں۔ کس قدر حق بجانب ہیں۔

ایک حق پسند طبیعت کو اس زیر بحث امر کے متعلق فیصلہ کرنے کے لئے مولوی صاحب کی اتنی ہی تحریر کافی ہے۔ لیکن میں بتلانا ہوں کہ جناب مولوی صاحب نے اس سے بھی بڑھکر زور دار اور فیصلہ کن الفاظ میں اس موضوع پر خامہ فرسائی کی ہے۔ آپ فرماتے ہیں:۔

باقی رہا اسلام کے محبوب چہرہ کو دنیا میں محبوب کرکے دکھلانا۔ سو مولوی انشاء اللہ صاحب یاد رکھیں۔ کہ جس شخص کا یہ اعتقاد ہے کہ اسلام کا محبوب چہرہ بغیر اس کے بھی محبوب کرکے دکھلایا جا سکتا ہے کہ اسلام ایک زندہ مذہب ہے۔ وہ کم از کم احمدی جماعت میں داخل نہیں ہو سکتا۔ .. .. .. اگر خواجہ صاحب یہ کہہ دیتے۔ کہ اسلام کے محبوب چہرہ کو بھونڈا کرکے دنیا میں دکھایا جائے تو شاید پھر بھی کچھ ہوتا۔ .. .. .. مولوی انشاء اللہ صاحب کا فرض تھا کہ وہ ثابت کرتے۔ کہ یہ باتیں جو مولوی صاحب نے اپنے معتقدات بیان کرتے وقت کہیں) قرآن شریف کی تعلیم کے خلاف ہیں۔ بیان ہے اسلام کا محبوب چہرہ بد نما ہو جاتا ہے ...... مولوی انشاء اللہ صاحب نے اپنے اخبار میں یہ لکھ دیا۔ کہ احمدیوں کے نزدیک۔ قرآن اور محمدؐ کا اسلام مُردہ اسلام ہے۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ ہم نے تو تم لوگوں کے اسلام کو مُردہ اسلام کہا تھا۔ کیونکہ تم قرآن شریف کے خلاف چل رہے ہو۔ قرآن شریف تو پنج وقت نماز میں کئی کئی بار یہ دعا پڑھنے کی ہدایت کرتا ہے:۔

اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم

یعنے ہمیں تو ان لوگوں کی راہ پر چلا۔ جن پر تیرے انعام ہوتے اور وہی انعام ہم پر نازل فرما۔ اور تم کہتے ہو۔ کہ مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کا جو سب سے بڑی نعمت ہے۔ دروازہ بند ہو چکا ہے۔ پس کیا ہم قرآن کے اسلام سے انکار کرتے ہیں یا تم .. .. .. مردہ اسلام وہ ہے۔ جو برکات سے خالی ہے۔ پس ہم تو یہ کہتے ہیں۔ کہ اسلام برکات سے خالی نہیں۔ اور دوسرے تمام مذاہب ان برکات سے خالی ہیں۔ اور تم اسلام کو مثل دوسرے مذہب کے برکات سے خالی قرار دیتے ہو۔ کیا یہی اسلام ہے کہ جا پانیوں اور یورپ اور امریکہ والوں کے سامنے جانا چاہتے ہو۔"

الحکم نمبر ۱۱ جلد ۱۰۔ مورخہ ۲۴ مارچ ۱۹۰۶ء

میں اس آخری حصے کو قارئین کرام پر چھوڑتا ہوں۔ وہ خود ہی غور کریں۔ کہ ۱۹۰۶ء اور ۱۹۲۷ء کے مولوی محمد علی صاحب میں کوئی فرق ہے یا نہیں۔

خاکسار

ملک صلاح الدین احمد از قادیان

کابل کے احمدی

مُلا میر ولی خان صاحب

کابل و خوست کے پٹھانوں میں سے کئی ایسے ہیں۔ جن کی داستانہائے ایثار و قربانی اپنے اندر ہزاروں نشانات عشق و محبت رکھتی ہیں۔ ایک مٹھی سی شکل مشت استخوان اکثر اوقات صبح یا شام کو دار الضعفاء سے مہمان خانہ یا مسجد کی طرف آتی ہوئی مقبرہ بہشتی کی راہ میں ملتی ہے۔ مگر کسی کو کیا معلوم۔ کہ اس پھٹے پرانے کمبل کے نیچے جو مقدس وجود چھپا ہوا ہے وہ اپنے ایمان و روحانیت کے اعتبار سے کس بلند مقام پر ہے۔ ملاحظہ فرمایئے ایک ورق اس صحیفہ کا۔

بیان کیا مجھ سے۔ مُلا میر ولی صاحب نے (جو مولانا سید عبد الستار صاحب کابلی کے چھوٹے بھائی ہیں۔ اور شہید مرحوم کے کارندے تھے) کہ جب صاحبزادہ شہید مولانا عبد اللطیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کابل میں شہید کر دیا گیا۔ تو کچھ عرصہ کے بعد سید احمد نور کابلی و ایک شخص مسمی بادشاہ خان اور ایک حوالدار صاحب نے جو کہ صاحبزادہ صاحب کے مُریدوں میں سے تھا لاش کو پتھروں میں سے نکالکر ایک صندوق میں بند کرکے کابل سے باہر ایک باغ میں دفن کیا۔

مجھے شہید مرحوم نے شہید ہونے سے کچھ پہلے فرمایا تھا کہ مجھے غنڈئی میں دفن کرنا (غنڈئی خوست میں ایک قبرستان کا نام ہے۔ اور غنڈئی پشتو میں ٹیلے کو کہتے ہیں۔ بدیں وجہ میں کابل گیا۔ اور صاحبزادہ صاحب کو اس باغ میں سے نکالکر خوست میں اپنے گاؤں لایا۔ اور جس طرح پر یہ سفر ہوا۔ وہ خود عجائبات قدرت سے ہے۔ کہ قدم قدم پر پولیس کی نظروں سے بچ کر اکیلے صندوق لایا گیا۔ (کابل خوست سے ۱۵۰ میل پر ہے) اور غنڈئی میں اس طور سے دفن کیا۔ کہ کسی کو یہ معلوم نہ ہو کہ یہاں قبر ہے یا نہیں۔

بعد ازاں ان کے مریدوں کو معلوم ہو گیا۔ تب قبر بنا دی گئی۔ اور وہاں اکثر ان کے مرید زیارت کے لئے آنے لگے۔ جب حکومت کو معلوم ہوا تو شہید مرحوم کی لاش نکالکر لے گئے۔ پھر معلوم نہیں۔ کہ آپ کا جسم مبارک کہاں لے جایا گیا۔

اس کے بعد میرے متعلق رپورٹیں ہوئیں۔ کہ یہ ان کا مرید خاص تھا۔ یہ کابل سے نکالکر خوست لایا تھا۔ تب مجھے گرفتار کرکے خوست چھاؤنی میں لے گئے۔ اور صلیب حمالکڑی پر لٹکایا گیا۔ اور میرے کانوں میں میخ ٹھونک دئے۔ اور میں لہولہان ہو گیا۔ (یہ سوراخ راقم نے خود دیکھے ہیں۔ کانوں میں اب تک سوراخ موجود ہیں)

اس وقت میرے پاس ایک شخص آیا۔ جس نے کہا۔ اب بھی توبہ کر لو تو خلاصی ہو سکتی ہے۔ اس وقت مجھکو شہید مرحوم نظر آئے۔ جنہوں نے تسلی دی۔ اور کہا۔ دیکھو میر ولی امتحان میں فیل مت ہونا۔ تب میں نے کہا۔ میں اسلام سے کیسے توبہ کر دوں۔

اس کے بعد پھر میرے لئے گدھا لایا گیا۔ اور میرا منہ کالا کرکے اس پر سوار کیا گیا۔ تو ہاتھ میں دیا گیا۔ گدھے کی دم منہ میں دی آگے پیچھے ڈھول بجانے لگے۔ میں اللہ کی راہ میں اس حالت پر شاداں تھا۔ وہ تالیاں بجاتے تھے۔ اور کہتے تھے اس شخص پر قادیانی جادو نے خوب اثر کیا۔ کیونکہ یہ ہنستا ہے۔ حالانکہ اسے رونا چاہیئے تھا۔

تمام خوست میں مجھے تقریباً ۳۵ روز تک گاؤں بہ گاؤں پھرایا گیا۔ حکومت کابل کے سپاہیوں کا یہ دستور ہے۔ کہ جس گاؤں میں رات کو پہنچتے ہیں۔ گاؤں والوں کو بہت تنگ کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ جاؤ ہمارے کھانے کے لئے مرغ۔ چاول اور گھی مصالحہ وغیرہ لاؤ۔ اس کے علاوہ غریب گاؤں والوں سے ۵۰۔ ۶۰ روپیہ وصول کرکے گاؤں سے جاتے ہیں۔ بدیں وجہ جب رات کو کسی گاؤں میں مجھے لے جاتے۔ تو گاؤں والے ان کی منت سماجت کرکے کچھ نقدی دے دلا کر دوسرے گاؤں بھیج دیتے۔ دوسرے گاؤں والے بھی اسی طرح تیسرے گاؤں میں علیٰ ہذا القیاس۔ ان کابلی سپاہیوں کو جو کہ میرے اوپر تعینات تھے۔ خوب آمدنی ہونے لگی۔ تب وہ میری بہت عزت کرنے لگے۔ اور مجھے کہنے لگے۔ کہ تو سونے کا مرغ ہے۔ تیری طفیل ہمارے پاس اتنا روپیہ آگیا۔ ورنہ اتنا روپیہ تو ہم عمر بھر نوکری سے بھی نہیں کما سکتے تھے۔

(باقی پھر) خادم قان کابلی۔

خالصہ دھرم کے گروؤں کی تاریخ

اس نام سے ماسٹر عبد الرحمٰن صاحب بی اے سابق مہر سنگھ نے ایک کتاب شائع کی ہے۔ جس میں شاہان اسلام کے احسانات سکھوں کے گروؤں پر۔ اور گروؤں کے ایک دوسرے سے مذہبی اختلافات۔ بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ کے مسلمان ہونے کے گرنتھ صاحب سے ثبوت دئے گئے ہیں۔ ڈیڑھ سو صفحہ کی کتاب ہے۔ لکھائی چھپائی اور کاغذ عمدہ ہے۔ سکھوں میں تبلیغ کا اچھا ذریعہ ہے۔ قیمت مجلد عہ اور غیر مجلد ایک روپیہ چار آنہ (عہ) احباب مصنف صاحب قادیان کے پتہ سے منگا کر مطالعہ کریں۔

شذرات

(۱)

مسلماں را مسلماں باز کردند

آج جب کہ مخالفین اسلام موجودہ کہلانے والے مسلمانوں کے اطوار و عادات سے استدلال کرکے اسلام کو بدنام کر رہے ہیں۔ اور بڑے زور کے ساتھ کہہ رہے ہیں۔ کہ:۔

"ہمارے سامنے جو مسلمان ہیں۔ ہم تو ان کے عمل سے اسلام کی تعلیم کا اندازہ لگاتے ہیں۔ کہتے ہیں۔ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ اگر ہندوستان کے مسلمان اسلام کی تعلیم کا نتیجہ ہیں۔ تو ہمارے سامنے اسلام کی تعلیم پیش کرنے کی ضرورت نہیں" (پرتاب ۱۶ فروری ۱۹۲۷ء)

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری لکھتے ہیں:۔

"میرا فرض ہوگا۔ کہ میں مذہب اسلام کی تعلیم پیش کروں۔ اور حاضرین اور سامعین کا فرض ہے۔ کہ وہ اسلام کی تعلیم دیکھیں کیونکہ مذہب اور اہل مذہب دو جداگانہ چیزیں ہوتی ہیں"

(اہلحدیث ۱۸ فروری ۱۹۲۷ء)

کیا اب بھی ہمارے بھائی اس آسمانی قرنا کی ضرورت تسلیم نہ کرینگے۔ جو مردہ روحوں کو زندہ اور خفتہ انسانوں کو بیدار کرے اور اہل دنیا کے دل میں زندہ یقین پیدا کرکے ایسے پاکبازوں کی مقدس جماعت قائم کرے۔ جو بطور نمونہ ہوں۔ بھائیو! غور کرو۔ کہاں وہ مسلمان۔ جن کے بارہ میں خداوند کریم فرمائے۔ ربما یودّ الذین کفروا لو کانوا مسلمین (حجر) کہ ان کے اخلاق اور اعمال کو دیکھ کر کافر بھی رشک کرتے ہیں۔ اور کہاں آج کے مسلمان! کہ اپنے بھی ان کے اعمال کو پس پردہ رکھنے کے لئے کوشاں ہیں

ع ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

اگر بنظر انصاف دیکھا جائے۔ تو نامہ نگار اہلحدیث کا یہ قول بالکل سچ ہے:۔

"ہمارے اسلام اور ان (صحابہ) کے اسلام میں رات دن۔ زمین آسمان کا فرق معلوم ہوتا ہے"

(اہلحدیث ۲ فروری ۱۹۱۲ء صفحہ ۷)

کیا اب بھی تسلیم نہ کیا جائے گا۔ کہ "مسلماں را مسلماں باز کردند" کا یہی وقت ہے؟

(۲)

انبیاء علیہم السلام اور مسمریزم

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعض معجزات (خلق طیر وغیرہ) کو از قسم معجزات عقلیہ قرار دیا۔ اور اس کا نام عمل الترتیب بتلایا۔ جس پر دشمنان اسلام نے وہ شور مچایا۔ کہ الاماں۔ کافر۔ مرتد۔ گردن زدنی اور ملحد قرار دینا تو ان کا ادنیٰ کرتب تھا۔ الزام یہ کہ حضرت مرزا صاحب نے حضرت مسیحؑ کے معجزات کو مسمریزم سے مشابہ کیوں قرار دیا۔ حضرت مرزا صاحب نے جس امکانی رنگ پر معجزات کے اس پہلو کو لیا ہے۔ اس کی تفصیل ازالہ اوہام صفحہ ۳۰۵ تا صفحہ ۳۱۵ میں مرقوم ہے۔ مگر مجھے اس جگہ صرف یہ دکھلانا ہے۔ کہ علماء کا شور و شر کیا حقیقت رکھتا تھا۔ اہلحدیث ۲۵ جمادی الثانی میں ایک فتویٰ معہ استفتاء یوں شائع ہوا ہے:۔

"علماء یورپ نے اپنی جدید تحقیقات سے علم ارواح کو پایۂ ثبوت تک پہنچایا ہے۔ اور حقیقتاً ارواح سے ملاقات ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ بعض نصاریٰ کی روحیں یہ کہتی ہیں۔ کہ ہم بہت راحت و آرام سے ہیں۔ الخ

جواب:۔ علماء یورپ نے جو ارواح کی حالت معلوم کرنے کا علم ایجاد کیا ہے۔ یہ ان کی ایجاد نہیں۔ حضرت انبیاء کو یہ علم خدا کی طرف سے وہبی تھا۔ الخ"

فتویٰ بالا سے عیاں ہے۔ کہ اہلحدیثوں کے نزدیک انبیاء کو علم مسمریزم بطور موہبت دیا جاتا تھا۔ جس کے ذریعہ سے وہ ارواح کے حالات معلوم کرتے تھے۔ مزید برآں یہ کہ اس فتویٰ کی بناء پر ایک شخص کی طرف سے اہلحدیث ۱۸ فروری میں اعتراض بھی کیا گیا۔ کہ "مفتی نے نصاریٰ کے فن سحر و مسمریزم کو حقیقی مان لینے میں بہت جلدی کی ہے"۔ جس پر فتویٰ کو صحیح قرار دیتے ہوئے مولوی ثناء اللہ صاحب لکھتے ہیں "جواب (یعنی فتویٰ) کسی آیت یا حدیث کے خلاف نہیں" (صفحہ ۱۲)

(۳)

حضرت مسیح موعودؑ حنفی تھے

خدا کے برگزیدہ نبی چونکہ دنیا کی ضلالت و گمراہی کے وقت مبعوث ہوتے ہیں۔ اس لئے اہل دنیا جو اپنے تئیں راہ مستقیم پر گامزن سمجھتے ہیں۔ ان سے نفرت کرتے ہیں۔ اور ان کو اپنے سے علیحدہ سمجھتے ہیں۔ فی الواقع حقیقت یہی ہوتی ہے۔ کہ وہ آسمانی ہوتے ہیں۔ اس۔ زمینی لوگ ان سے غیریت کا اعلان کرتے ہیں۔ ہر نبی سے ایسا ہی ہوتا آیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق مولوی ثناء اللہ صاحب لکھتے ہیں:۔

"جناب مرزا صاحب قادیانی چونکہ عام رائے اسلام میں بدنام (خاکش بدہن۔ ناقل) ہیں۔ اس لئے کوئی بھی ان کو اپنی طرف منسوب کرنا پسند نہیں کرتا"

(اہلحدیث ۱۸ فروری)

پھر آگے چل کر لکھا ہے۔ مرزا صاحب حنفی المذہب تھے کیونکہ انہوں نے مولوی عبد اللہ صاحب سنوری سے رفع یدین کے متعلق فرمایا۔ کہ سنت پر بہت عمل ہو گیا۔ اور فرمایا کہ چالیسواں دن روح کے قبر سے تعلق کے منقطع ہونے کا دن ہے۔ ہم نہیں سمجھ سکتے۔ کہ اس سے حنفی المذہب ہونا کیونکر ثابت ہو گیا۔ جبکہ یہ دونو باتیں احادیث سے ثابت ہیں۔ رفع یدین کا ترک بھی تو سنت ہے۔ اور چالیس دن کا ذکر بھی احادیث میں آیا ہے۔ اسی بناء پر نبی کریم صلعم نے خاص اپنے متعلق فرمایا۔ کہ اللہ تعالےٰ کے حضور میں اس سے زیادہ معزز ہوں کہ تین دن قبر میں چھوڑا جاؤں (درمنثور جلد ۶ صفحہ ۱۲)

پس ان دو باتوں کی بناء پر آپ کو حنفی المذہب بتلانا بالکل غلط ہے۔ دیکھئے خود حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔

"کیا تم ثابت کر سکتے ہو۔ کہ اس (مسیح موعودؑ) کا کوئی والد روحانی ہے۔ کیا تم ثبوت دے سکتے ہو۔ کہ تمہارے سلاسل اربعہ میں سے کسی سلسلہ میں یہ داخل ہے" (ازالہ اوہام صفحہ ۶۵۹)

باقی احناف کے بعض مسئلوں کی تصحیح کرنے سے آپ "مسیح موعود" کو کیونکر مقلد کہہ سکتے ہیں۔ جبکہ ولی کامل کے متعلق بحوالہ میزان شعرانی آپ تسلیم کر چکے ہیں:۔

"ولی کامل کبھی مقلد نہیں ہو سکتا۔ بلکہ وہ اصل مخرج سے علم حاصل کرتا ہے۔ جہاں سے مجتہدین حاصل کرتے ہیں۔ اور بظاہر جو وہ کسی مجتہد کے قول پر عمل کرتے ہیں۔ تو اس لئے کہ وہ اپنے علم اور کشف سے اسی مجتہد کی دلیل کو صحیح پاتے ہیں۔ وہ عمل دراصل قرآن و حدیث پر ہوتا ہے۔ امام کی تقلید سے نہیں ہوتا"

(اہلحدیث ۲۴ نومبر ۱۹۱۱ء صفحہ ۷)

ہاں یہ کہنا کہ "کوئی بھی ان کو اپنی طرف منسوب کرنا پسند نہیں کرتا" محض دھوکہ دہی ہے۔ لاکھوں انسان اس برگزیدہ کے پاؤں کی خاک کو آنکھوں کا سرمہ بنانا باعث فخر سمجھتے ہیں کیا جماعت احمدیہ کا اپنے بانیٔ سلسلہ کے ساتھ اخلاص و عقیدت کوئی مخفی بات ہے اگر کہو کہ ہماری مراد حنفی یا اہلحدیث وغیرہ ہیں۔ تو ان سے بیزاری کا اعلان تو خود حضرت مسیح موعودؑ فرما چکے ہیں۔ فرماتے ہیں:۔

غل مچاتے ہیں کہ یہ کافر ہے اور دجال ہے
میں تو خود رکھتا ہوں انکے دین اور ایماں سے عار
گر یہی دیں ہے جو ہے ان کے خصائل سے عیاں
میں تو اک کوڑی کو بھی لیتا نہیں ہوں زینہار
جان و دل سے ہم نثار ملت اسلام ہیں
لیک دیں وہ راہ نہیں جس پر چلیں اہل نقار

(۴)

اہلحدیثوں کی عملی حالت

ہمارے ملک میں اہلحدیث (موحدین) کے متعلق خیال کیا جاتا ہے۔ کہ عام طور پر شرع کے پابند ہیں۔ اور قرآن و حدیث پر عامل۔ اصلیت کے متعلق اگر دریافت کرنا چاہیں۔ تو مشہور مثل "گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے" کے مطابق نامہ نگار اہلحدیث کے مندرجہ ذیل الفاظ غور سے ملاحظہ فرمائیں:۔

"میں کامیابی نہ ہونے پر حیران تھا۔ کیا وجہ کہ جماعت اہلحدیث محض قرآن و حدیث پر ہی اپنا دارومدار رکھتی ہے پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ کامیابی کیوں نصیب نہیں ہوتی۔ اور یہ جماعت کیوں اپنے زندہ ہونے کا ثبوت دینے سے قاصر ہے۔ جب غور کیا تو عقدہ حل ہو گیا۔ یہ بالکل ٹھیک ہے ؎

جب سے خدا کو چھوڑا قرآن بھول بیٹھے
آنکھیں دکھا رہا ہے بگڑا ہوا زمانہ" (۸ ر فروری)

گویا قال الرسول یارب انّ قومی اتخذوا ھذا القرآن مھجورا کی تصدیق کر دی۔ اب خود ہی غور فرمائیں۔ کہ اگر مسیح موعود اس وقت نہ آتا تو کب آتا؟

(۵)

اہلحدیث میں امکان نبوت

ایک اہلحدیث مولوی ثناء اللہ صاحب کو لکھتا ہے:۔

"مولانا! آیت سورہ آل عمران وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ کی ترکیب نحویہ پر تو آپ نے مذاکرہ جاری فرما دیا ہے۔ لیکن سب سے بڑا اشکال اس آیت میں جو پیدا ہوتا ہے اس کی طرف نہ جناب نے توجہ فرمائی نہ علماء کی توجہ دلائی۔ وہ یہ کہ رسول مصدق سے کونسا پیغمبر مراد ہے۔ اور یہ کہ النبیین میں محمد صلعم داخل ہیں یا نہیں؟ اگر نہیں تو پھر اللہ تعالیٰ نے سورہ احزاب میں کیا فرمایا ہے۔ وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰهِیْمَ وَمُوْسٰى وَعِیْسَى ابْنِ مَرْیَمَ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّیْثَاقًا غَلِیْظًا۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے جس میثاق کو تمام اولوالعزم انبیاء سے لینے کا ذکر فرمایا ہے۔ ان انبیاء میں محمد صلعم کو بھی شامل کیا ہے۔ اور وہ میثاق وہی ہے۔ جس کو سورہ آل عمران میں بیان فرمایا ہے۔ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ۔ تو ثابت ہوا۔ کہ آنحضرت صلعم کے بعد بھی کوئی رسول مصدق آنے والا ہے۔ جس پر ایمان لانے اور اس کی مدد کرنے کا میثاق غلیظ تمام انبیاء سے اور آنحضرت صلعم سے بھی لیا ہے۔ پس اس رسول مصدق کی تعیین فرمائیے۔ کہ وہ کون ہے۔ ورنہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تمام انبیاء سے جو میثاق غلیظ لیا گیا ہے اگر وہ کوئی اور میثاق ہے۔ تو قرآن مجید سے اس کا حوالہ دیجئے۔ رائے و قیاس سے کام نہ لیجئے گا۔ مرزائی ہر جگہ اس امر کو بڑے زور سے پیش کر کے رسول مصدق سے مرزا قادیانی کو مراد لیتے ہیں۔ ان کو قرآن سے جواب دیکر خاموش کرنے کی کونسی صورت ہے؟

اس کا جواب مولوی صاحب نے کچھ نہیں دیا اور دیں بھی کیا؟ ہاں فقرہ "رسول مصدق سے کونسا پیغمبر مراد ہے" پر حاشیہ میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"میرے نزدیک اس میں کوئی اشکال نہیں۔ میں مصدق کو نکرہ مطلقہ جانتا ہوں۔ المطلق یجری علی اطلاقہ (مدیر)"

کیا اب بھی اس بات میں کوئی شبہ ہے۔ کہ نبوت جاری ہے۔ اور رسول مصدق نبی کریم صلعم کے بعد بھی آسکتے ہیں ؎

ہوا ہے مدعی کا فیصلہ اچھا میرے حق میں
زلیخا نے کیا خود پاک دامن ماہ کنعاں کا

(۶)

علامہ تفتازانی کو کیا کہو گے؟

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نہایت تصریح سے ازالہ اوہام میں فرما دیا تھا۔ کہ مہدی کے باب میں کوئی حدیث بخاری اور مسلم میں موجود نہیں۔ لیکن بعد ازاں سہو سے آپ نے شہادۃ القرآن میں "ھذا خلیفۃ اللّٰہ المھدی" کا حوالہ بخاری لکھ دیا۔ جس کو بعض متعصب مگر نادان دشمنوں نے جھوٹ۔ مکر۔ فریب اور الحاد قرار دیا۔ اللہ تعالیٰ کو اپنے پیارے کی عزت بچانی تھی۔ آج سے کئی سو سال پیشتر مسلمہ عالم تفتازانی سے بھی ایسا ہی ذہول ہو گیا۔ چنانچہ انہوں نے تلویح مطبوعہ مصر صفحہ ۲۶۱ پر لکھا ہے۔ کہ حدیث نبوی کو قرآن پر پیش کرنے کی حدیث صحیح بخاری شریف میں موجود ہے۔ اور اس کے شارحین ملا خسرو اور علامہ عبدالحکیم نے بھی ایسا ہی لکھ دیا۔ مگر حقیقتاً وہ حدیث بخاری میں نہیں۔ بلکہ "اہلحدیث" کا بیان ہے۔ کہ:۔

"توضیح تلویح کی روایت "حدیث نبوی کو قرآن پر پیش کرنیکی" بالاتفاق موضوع ہے۔ جیسا کہ اس کا انتساب امام بخاری کی طرف یقیناً غلط ہے" (۸ ر فروری صلا)

اب قابل طلب سوال یہ ہے۔ کہ کیا اہلحدیث کا گروہ علامہ تفتازانی وغیرہ کو جھوٹا۔ فریبی اور مکار قرار دیگا؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو بعینہ ایسی بات پر حضرت مرزا صاحب کو گندے الفاظ سے یاد کرنا کہاں کی شرافت ہے۔ حالانکہ حضرت مرزا صاحب کی پیش کردہ حدیث اپنی ذات میں صحیح اور مسلم ہے۔

(خاکسار ابو العطا اللہ دتا جالندھری قادیان)

بعدالت جناب مسٹر ایف۔ سی نکولاس بہادر آئی۔ سی۔ ایس ڈسٹرکٹ جج۔ انچارج لیکویڈیشن ورک لاہور

انڈین کمپنیز ایکٹ ہفتم مجریہ ۱۹۱۳ء

بنام پنجاب انڈسٹریل بنک لمیٹڈ۔ لاہور۔ زیر لیکویڈیشن

آنریبل مسٹر جسٹس اے۔ بی۔ براڈوے جج ہائی کورٹ لاہور نے بذریعہ اپنے حکمنامہ مورخہ ۴ ر مارچ ۱۹۲۷ء میسرز۔ ایس۔ بی۔ بی سوریا کمپنی لاہور کو مقدمہ مندرجہ عنوان میں سرکاری لیکویڈیٹر مقرر فرمایا ہے۔

لاہور۔ تاریخ ۷ ر مارچ ۱۹۲۷ء

دستخط:۔ ایف۔ سی نکولاس۔ آئی۔ سی۔ ایس ڈسٹرکٹ جج

بقیہ صفحہ (۲)

لیکن دینیات کے نصاب کے متعلق ایک سب کمیٹی کے ذریعہ یہ تحقیق ہونی چاہیئے۔ کہ آیا بغیر دینی تعلیم کے ضروری معیار کو کم کرنے کے موجودہ نصاب کو کچھ ہلکا کیا جا سکتا ہے۔ یا نہیں ؛

(۲) ہر مسلمان بچہ کے داخلہ کے وقت اس کے والد یا گارڈین سے یہ تحریری اقرار لیا جائے کہ اس کے بچے کے ساتھ بموجب تجویز اوّل کے سلوک کیا جانے پر اسے کوئی اعتراض نہیں ہوگا ؛

(۳) ہر بچے کا دینیات کے مضمون میں امتحان اس کی جماعت کے معیار کے مطابق نہ ہو۔ بلکہ اس کی اپنی دینی تعلیم کے معیار کے مطابق ہو۔ جو اس نے مدرسہ تعلیم الاسلام میں پائی ہو۔ یہ شرط اس لئے ضروری ہے۔ کہ بعض بچے اوپر کی جماعتوں میں داخل ہوتے ہیں۔ اور اس سے قبل ان کو دینیات کی کوئی تعلیم نہیں ہوتی۔

ان تجاویز کے پاس ہونے کے بعد رات کے ساڑھے دس بجے مجلس کا اجلاس دوسرے دن کے لئے برخاست ہوا ؛

کانفرنس کے تیسرے دن کی کارروائی صبح ۸ بجے شروع ہوئی اور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ نے

سب کمیٹی نظارت دعوۃ و تبلیغ

کو رپورٹ پیش کرنے کا ارشاد فرمایا۔ جس پر چوہدری فتح محمد صاحب سیال ایم۔ اے ناظر دعوۃ و تبلیغ نے بحیثیت سکرٹری سب کمیٹی رپورٹ پیش کی ؛

اچھوت اقوام میں تبلیغ

سب کمیٹی کی پہلی تجویز یہ تھی۔ کہ اچھوت اقوام میں باوجود مالی تنگی کے کام کرنا ضروری ہے۔ اور فی الحال پنجاب اور بنگال کی اچھوت اقوام میں کام شروع کیا جائے ؛

قبل اس کے کہ نمائندگان اس بارے میں اظہار رائے شروع کرتے۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا۔ اس کام کے لئے دو ہزار سے کم خرچ نہیں ہوگا۔ بنگال کے لئے پانسو اور پنجاب کے لئے ڈیڑھ ہزار لیکن بجٹ میں بعض صیغوں کو اڑانے کے باوجود آمد خرچ سے کم ہے۔ اس بات کو نیز اپنے تبلیغی فرض کو مدنظر رکھتے ہوئے رائے دی جائے ؛

حضور نے ان دونوں پہلوؤں کے متعلق مفصل تقریر فرمائی اور تقریر ختم کر کے بیٹھے ہی تھے۔ کہ پھر اعلان فرمایا۔ ایک دوست نے بنگال میں تبلیغ کے اخراجات اپنے ذمہ لئے ہیں ؛

اس کے بعد اظہار رائے کا موقعہ دیا گیا۔ اور جب رائیں لی گئیں تو کام شروع کرنے کے متعلق ۲۰۸ رائیں تھیں اور پنجاب اور بنگال دونوں صوبوں میں کام شروع کرنے کے متعلق ۱۸۳ ؛

حضور نے فرمایا۔ میں ان دونوں باتوں کو پسند کرتا ہوا۔ ان کی منظوری دیتا ہوں ؛

۲۵ لاکھ ریزرو فنڈ کی تحریک

اسی سلسلہ میں حضور نے تبلیغ کی طرف توجہ دلاتے ہوئے ایک دل ہلا دینے والی تقریر فرمائی۔ جس میں تبلیغ کے لئے ۲۵ لاکھ ریزرو فنڈ جمع کرنے کا ارشاد فرمایا۔ تاکہ اس کی آمد سے تبلیغی اخراجات چلائے جائیں۔ اور اچھوت اقوام میں تبلیغ کے متعلق دوسرے مسلمانوں سے بھی چندہ حاصل کرنے کا ارشاد فرمایا:۔

تقریر ختم کرنے پر جناب چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب کے متعلق حضور نے اعلان فرمایا۔ کہ انہوں نے اپنی طرف سے نیز اپنے خاندان کی طرف سے ایک سال میں پانچ ہزار روپیہ اس فنڈ میں دینے کا وعدہ کیا ہے ؛

اس کے بعد نقد اور وعدوں کی رقوم کے اعلان شروع ہو گئے۔ نقد رقم ایک ہزار ایک سو ستر ۱۱۷۰ وصول ہوئی۔ اور وعدوں کی تعداد چونتیس ہزار تین سو تک ۳۴۳۰۰ تھی ؛

جاپان میں احمدیہ مشن

صیغہ دعوۃ و تبلیغ کے ایجنڈے میں دوسری تجویز جاپان میں احمدیہ مشن قائم کرنے کے متعلق تھی۔ جسے سب کمیٹی نے مالی مشکلات کی وجہ سے نامنظور کر دیا تھا۔ لیکن اس کے مجوز شیخ نیاز احمد صاحب کراچی کو چونکہ اصرار تھا کہ مجلس میں پیش ہو۔ اس لئے پیش کی گئی۔

اس کے متعلق حضور نے مختصر سی تقریر کرتے ہوئے فرمایا۔ چونکہ حالات ایسے پیدا ہو رہے ہیں۔ کہ عنقریب ہندوستان میں مذاہب کا سخت مقابلہ ہونے کے بعد فیصلہ ہوگا۔ جس کا اثر ساری دنیا پر پڑنے والا ہے۔ اس لئے ضرورت ہے۔ کہ ہندوستان میں تبلیغی پہلو کو مضبوط کیا جائے۔ اور بیرون ہند انگریزی اخبار سن رائز کے ذریعہ تبلیغ کی جائے۔ اس میں جاپان میں تبلیغ کرنے کا بھی حصہ آ جائیگا۔ جاپان میں تبلیغ کی پیش کردہ تجویز کو چھوڑ کر اس سکیم پر عمل کیا جائے۔ اور سن رائز کی اشاعت بڑھائی جائے ؛

اس کے بعد

سب کمیٹی بیت المال کی رپورٹ

مولوی عبد المغنی خاں صاحب ناظر بیت المال نے بحیثیت سکرٹری سب کمیٹی پیش کی۔ اور تخفیف کے سلسلہ میں

احمدیہ ہوسٹل لاہور

کو بند کر دینے کی تجویز پیش ہوئی۔ جس کے موافق و مخالف بہت پُر جوش تقریریں ہوئیں۔ آخر حضرت خلیفۃ المسیح نے اس کے فائدہ اور مشکلات دونوں پہلوؤں پر تقریر فرمائی۔ اور اس کے بعد آرا طلب فرمائیں۔ تو ۱۲۲ رائیں اس کے قائم رکھنے اور ۴۵ توڑ دینے کے حق میں نکلیں۔ اس پر حضور نے یہ فیصلہ فرمایا۔ کہ ایک سال اور طلباء کے والدین ہوسٹل کے سپرنٹنڈنٹ اور نظارت کو موقع دیا جاتا ہے۔ کہ وہ ہوسٹل کے نقائص کی اصلاح کے لئے ضروری کوشش کریں۔ اگر ایک سال تک کوئی اصلاح نہ ہوئی۔ تو اگلے سال پھر اس کے متعلق غور کر لیا جائیگا ؛

بجٹ

اس کے بعد بجٹ پیش ہوا۔ مجلس نے اس کے حق میں رائے دی۔ اور حضور نے یہ فیصلہ فرمایا۔ کہ پیش کردہ بجٹ کو مجلس نے منظور کیا ہے۔ اور میں سب ضمانتوں کے ساتھ۔ جو اس مجلس میں کئے گئے۔ منظور کرتا ہوں۔ اس طرح پانچ لاکھ اڑتالیس ہزار پانسو اٹھائیس کی۔

پھر نظارت بیت المال کی طرف سے وصیت کرنے کی تحریک کی گئی اور بقایا چندہ وصول کرنے کے لئے فارم تقسیم کئے گئے۔ جو بقایا وصول کرنے کا اقرار نامہ تھا۔ بہت سے احباب نے اس پر دستخط کر دیئے۔

چندہ خاص

کے متعلق حضور نے فرمایا۔ کہ چندہ خاص ۴ فیصدی دینا ہی لازمی ہے ہاں تحریک کی جائے۔ کہ جو اصحاب دینا چاہیں۔ وہ اس سال پچاس فیصدی دیں۔ اور جو اس سے بھی زیادہ دے سکیں۔ دیں ؛

زکوٰۃ کے متعلق

یہ فیصلہ فرمایا۔ کہ قابل زکوٰۃ لوگوں کا کھاتہ مرکز میں رہے۔ کیونکہ یہ شرعی فرض ہے۔ زکوٰۃ نہ دینے والوں کو مرتد قرار دیا گیا ہے۔ ہمارا فرض ہے۔ کہ ان سے روپیہ وصول کریں۔ اس لئے نہیں کہ ہمارے پاس روپیہ آئے۔ بلکہ اس لئے کہ ان کا ایمان مضبوط ہو ؛

اس کے بعد وقت زیادہ ہو جانے کی وجہ سے حضور نے اجلاس ختم کرنا چاہا۔ لیکن بہت سے احباب نے عرض کیا۔ کچھ دیر اور جاری رکھا جائے۔ اور

نظارت ضیافت کی رپورٹ

پیش ہو جائے۔

ایجنڈا میں اس کی طرف سے یہ تجویز درج تھی

جلسہ سالانہ

کے اخراجات میں ایک حد تک اس طرح تخفیف کی جا سکتی ہے۔ کہ احمدی احباب کیلئے خواہ وہ کسی درجہ کے ہوں۔ نظارت کی طرف سے پلاؤ زردہ کا بالکل انتظام نہ کیا جائے۔ جو صاحب کھانا چاہیں۔ وہ دوکان سے لیکر کھائیں۔ جو جماعت کی طرف سے کھلوا دی جائے۔ غیر احمدی معززین کو بھی اس دوکان سے خرید کر دیا جائے۔

اسے پیش کرتے ہوئے میر محمد اسحاق صاحب ناظر ضیافت نے فرمایا۔ یہ تجویز جناب خان بہادر محمد حسین صاحب جج علیگڑھ کی طرف سے آئی تھی۔ اور وہی سب کمیٹی کے صدر تھے۔ جب میں نے سب کمیٹی میں اس تجویز کی مشکلات پیش کیں۔ تو خود جج صاحب نے فرمایا۔ میں اپنی تجویز واپس لیتا ہوں۔ سب کمیٹی نے اس تجویز کو منظور نہیں کیا۔

اس پر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ سب کمیٹی نے تو اس تجویز کو رد کر دیا ہے۔ مگر اور اصحاب اسے پیش کرنا چاہتے ہیں۔ اس لئے اس پر غور کیا جائے ؛

اس پر موافق و مخالف تقریریں ہوئیں۔ اور جب حضور نے اس کے متعلق آرا طلب فرمائیں۔ کہ پہلا ہی طریق جاری رہے۔ یا تجویز کے مطابق دوکان بھی کھولی جائے۔ تو ۱۵۴ آرا اس امر کے متعلق تھیں

کہ موجودہ انتظام قائم رہے۔

اس پر حضرت خلیفۃ المسیح نے تقریر فرمائی۔ جس میں موجودہ انتظام کے بعض نقائص اور اس قسم کی دوکان کی ضرورت کا ذکر کیا۔ اور فیصلہ یہ فرمایا۔ کہ اس دفعہ سالانہ جلسہ کے موقع پر ناظر صاحب ضیافت کے ساتھ دو چار ایسے آدمی مقرر کئے جائیں جو نگرانی کر سکیں۔ انہیں اس قسم کا شاف دیا جائے اور انتظام کے الگ الگ شعبے ہوں۔ اس کا تجربہ اس سال کر کے دیکھ لیا جائے اگر نقائص دُور ہو گئے تو بہتر۔ ورنہ اگلے سال پھر یہ تجویز پیش ہو جائیگی۔ اس سال وہی صورت منظور کرتا ہوں جسکے حق میں احباب کی کثرت رائے ہے۔

اس کے بعد حضور نے کانفرنس کو ختم کرتے ہوئے مختصر سی تقریر فرمائی۔ اور ساڑھے تین بجے دعا کے بعد اجلاس ختم ہوا۔ اس دفعہ دو سو سے زیادہ مختلف جماعتوں کے نمائندے شریک ہوئے مستورات کے لئے بھی مجلس کی کارروائی دیکھنے کا انتظام تھا۔

احمدیہ مجلس مشاورت میں کیا طے ہوا

جناب ناظر صاحب اعلیٰ کی طرف سے مجلس مشاورت کی حسب ذیل روئداد بذریعہ تار اخبارات کو بھیجی گئی۔

قادیان ۱۸ر اپریل۔ احمدیہ مجلس مشاورت کا ایک جلسہ ضروری امور مثلاً تبلیغ و اشاعت۔ تعلیم و تربیت اور سلسلہ احمدیہ کے دیگر اہم کاموں پر غور و خوض کرنے کے لئے جماعت احمدیہ کے مرکز قادیان میں منعقد ہوا۔ اطراف ہندوستان سے دو سو سے زائد نمائندگان شریک جلسہ ہوئے۔ امام جماعت احمدیہ نے اپنی افتتاحی تقریر میں ان کاموں کی وضاحت فرمائی۔ جو جماعت احمدیہ نے سال ہائے ماسبق میں نہایت عمدگی کے ساتھ سرانجام دیئے۔ اور پروگرام سالِ آئندہ کے لئے بعض نہایت ضروری اعلان فرمائے۔ حضور نے اس بات پر خاص طور پر زور دیا۔ کہ دور حاضرہ ہند اور بیرون ہند دونوں جگہوں پر تبلیغ و اشاعت کے لئے ایک بہترین اور موافق دور ہے۔ آپ نے اپنے جملہ متبعین کو مخاطب کر کے ولولہ انگیز اور پُر جوش اپیل کی۔ کہ وہ اس وقت کو ضائع نہ کریں۔ اور اس موقعہ سے فائدہ حاصل کرنے کے لئے جو کہ موجودہ وقت نے انکے لئے پیدا کر دیا ہے۔ علیٰ قدر وسعت و ہمت قربانیاں کریں۔ بعد ازاں حضور نے تمام ناظر صاحبان کو اجازت دی۔ کہ باری باری اپنی نظارت کی رپورٹ سنائیں۔ جو سنائی گئیں۔ اور نمائندگان کو موقعہ دیا گیا۔ کہ اگر ان میں سے کسی نمائندہ نے ناظروں کے کاموں کے متعلق جو سال زیر رپورٹ میں انہوں نے سرانجام دیئے۔ کوئی سوال کرنا ہو تو کریں۔ مابعد کئی ایک سب کمیٹیاں بدیں غرض بنائی گئیں۔ کہ وہ ایجنڈا کی کارروائی پر بحث و تمحیص کر کے رپورٹ پیش کریں۔ یہ سب کمیٹیاں مسلسل چھ گھنٹہ تک اس کارروائی میں معروف رہیں۔ اور ۱۶ر اپریل ۱۹۲۷ء کو بعد از دوپہر انہوں نے اپنی اپنی رپوٹیں مجلس میں پیش کیں۔ ان قراردادوں میں سے ایک اہم قرارداد اس بات پر غور کرنے کے بارے میں تھی۔ کہ کیا ہندوستان کی اچھوت اقوام کو اسلام میں داخل کرنے کے لئے ایک باقاعدہ اور منظم صورت میں تبلیغ شروع کی جائے۔ ایک لمبی بحث کے بعد یہ قرار پایا کہ پنجاب اور بنگال کے علاقوں کے بعض حصص میں یہ کام شروع کر دیا جائے۔ اور ایک معقول رقم اس تجویز کو عملی جامہ پہنانے کے لئے تجویز کی گئی۔ دوسرا اہم مسئلہ جس پر بحث ہوئی۔ وہ جاپان میں مسلم مشن قائم کرنے کے متعلق تھا۔ جو بسبب فنڈ کی کمی کے منظور نہ ہوا۔ ایجنڈا پر ایک دوسرا مسئلہ جماعت احمدیہ میں ابتدائی تعلیم لازمی کر دینے کا تھا۔ جس کے متعلق یہ فیصلہ ہوا۔ کہ سردست جماعت احمدیہ کے مرکز قادیان میں تعلیم لازمی کر دی جائے۔ اور بعد ازاں آہستہ آہستہ اس کے حلقہ کو بعض اہم احمدیہ انجمنوں تک وسیع کر دیا جائے۔ یہ بھی فیصلہ ہوا کہ تمام ان مدارس و مکاتیب میں جو جماعت احمدیہ کی زیر نگرانی جاری ہیں۔ دینیات کی تعلیم لازمی کر دی جائے۔

پھر صدر انجمن احمدیہ کا سالانہ بجٹ پیش ہوا۔ اور مجلس نے بعض نئی تجویزوں کے مطابق کارروائی شروع کئے جانے کی خاطر میزانیہ پیش کردہ مجلس معتمدین کو ۵۴۸۵۸۸ کی بجائے ۵۶۰۱۸۸ تک بڑھا دیا۔ اس رقم میں صدر انجمن کی شاخ ہائے گولڈ کوسٹ۔ نائیجیریا اور ماریشیس کے بجٹ شامل نہیں ہیں۔

ایجنڈا پر ایک مسئلہ یہ بھی تھا۔ کہ اس مقام پر جہاں احمدی ہیں۔ احمدیوں کی پنچائتیں مقرر کی جائیں۔ تا کہ وہ اپنے جھگڑوں اور تنازعوں کا اپنے طور پر ہی فیصلہ کر لیا کریں۔ لیکن قلت وقت کے سبب یہ امر پیش نہ ہو سکا۔ اور اسے آئندہ سال کے لئے چھوڑ دیا گیا۔ خاتمہ پر امام جماعت احمدیہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہٖ نے ایک اور پرزور تقریر کی۔ اور تمام نمائندگان کو مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ جماعت کی طرف سے پچیس لاکھ روپیہ کا ایک ریزرو فنڈ جمع کیا جانا چاہئیے پھر اس کے نفع سے تمام دنیا میں سچی اسلامی تعلیم کی اشاعت کی جائے۔ یہ اپیل نہایت سرگرمی سے قبول کی گئی۔ اور تمام نمائندگان حاضر الوقت نے خود فوراً ۴۷ ہزار کا وعدہ کیا۔ اور اقرار کیا۔ کہ اپنی واپسی پر اپنے اپنے حلقہ انتخاب میں پوری قوت کے ساتھ اس تجویز کو کامیاب بنانے کیلئے ہر ممکن جدوجہد کرینگے۔ ۱۷ر اپریل ۱۹۲۷ء بعد دوپہر مجلس بخیر و خوبی پُرجوش دعا پر ختم ہوئی۔

اشتہار زیر آرڈر ۵ رُول ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی

رُوبکار باجلاس جناب چوہدری محمد لطیف صاحب سب جج بہادر۔ درجہ چہارم۔ ترنتارن

مقدمہ دیوانی ۱۵ بابت ۱۹۲۷ء

سوہن سنگھ ولد میا سنگھ ذات راجپوت سکنہ چینیہ ڈھائیوالہ کلاں تحصیل ترنتارن۔ مدعی

بنام

امام الدین ولد چوغطہ ذات گوجر سکنہ کوڈی ریاست کپورتھلہ۔ مدعا علیہ

دعویٰ ۱۳۴/-

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مدعا علیہ مذکور تعمیل سمن سے دیدہ دانستہ گریز کرتا ہے۔ اور روپوش ہے۔ اس لئے اشتہار ہذا بنام مدعا علیہ مذکور زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی جاری کیا جاتا ہے۔ کہ اگر مدعا علیہ مذکور بتاریخ ۲۸ر اپریل ۱۹۲۷ء بمقام ترنتارن حاضر عدالت ہذا ہو کر پیروی مقدمہ اصالتاً یا وکالتاً نہیں کرے گا۔ تو اس کی نسبت کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جاویگی۔

آج بتاریخ ۱۱ر ماہ اپریل ۱۹۲۷ء کو بدستخط میرے اور مہر عدالت کے جاری ہوا۔

مہر عدالت دستخط حاکم

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی

باجلاس باوا وسوندھا سنگھ صاحب بی۔ اے۔ جونیئر سب جج بہادر فیروزپور

نند سنگھ پسر کاہنا جٹ ساکن کشن پورہ کلاں تحصیل زیرہ مدعی

بنام

گاہنا۔ اسمٰعیل۔ باوا پسر جیماں ذات رائیں۔ ساکن کشن پورہ کلاں تحصیل زیرہ۔ مدعا علیہ

دعویٰ دخلیابی اراضی

مقدمہ مندرجہ عنوان میں درخواست و حلفی بیان مدعی سے عدالت کو اطمینان ہو گیا ہے۔ کہ باوا مدعا علیہ ۳ ملک غیر میں چلا گیا ہے۔ اور وہ عدم پتہ ہے۔ چونکہ تعمیل سمن معمولی طریق سے مدعا علیہ مذکور پر ہونی مشکل ہے۔ اس لئے اس کے خلاف اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی جاری کیا جاتا ہے۔ کہ اگر باوا مدعا علیہ ۳ واقعہ ۲۳ مئی ۲۷ کو اصالتاً یا وکالتاً حاضر عدالت ہذا ہو کر پیروی مقدمہ نہیں کرے گا۔ تو اس کے خلاف کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جائیگی۔

آج بتاریخ ۱۱ر اپریل ۱۹۲۷ء ہمارے دستخط اور مہر عدالت کے جاری ہوا۔

مہر عدالت دستخط حاکم

(منشی عبدالرحمٰن کشمیری قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کیلئے قادیان سے شائع کیا)